خدام اہل سنت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

خدایا اہل سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر وہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہ کی سُنّت کا ہر سُو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کرعطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی مَحبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سُنّی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

فہرست مضامین

ریاستِ مدینہ یا نظامِ خلافت راشدہ؟

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ ☆

دین اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ انسانی زندگی کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ جو ہماری نجی زندگی سے لے کر اجتماعی معاشرتی زندگی میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ معلّم انسانیت حضور خاتم الانبیاء ﷺ سے تعلیم و تربیت، فیض اور رہنمائی پانے والی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن و سنت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رہنمائی حاصل کرتے تھے اور یہی بات ان کی دینی اور دنیوی کامیابیوں کا راز تھی کہ قرآن و سنت کے نظامِ حیات کو اپنا لیا تھا......

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہو کر اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

خالقِ کائنات کا فرمان ہے اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (سورۂ بنی اسرائیل)

ترجمہ: یہ قرآن ساری دنیا کو سب سے زیادہ اچھی، سیدھی اور مضبوط راہ بتلاتا ہے۔ (شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: ''قویم راہیں'' اس ''اَقْوَمُ'' کے تحت مندرج ہو گئی ہیں۔ لہٰذا اگر کامیابی اور نجات چاہتے ہو تو خاتم الانبیاء کی پیروی میں اسی سیدھی سڑک پر چلو۔ جو لوگ قلب و جوارح یعنی ایمان و عمل سے اس صاف اور کشادہ راہ پر چلیں گے قرآن ان کو دنیا میں حیات طیبہ کی اور آخرت میں جنت کی عظیم الشان بشارت سناتا ہے۔

ریاست مدینہ...... ریاست مدینہ کا کامل اور مکمل نمونہ...... نظامِ خلافت راشدہ موعودہ کا دورِ حکومت ہے۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ یکے بعد دیگرے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ پہنچے تو مسلم انسانیت ﷺ نے سب سے پہلے مسجد نبوی تعمیر کی اور صحابہ کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہوئے اور وہ طلباء جن کی مدینہ شریف میں کوئی ذاتی رہائش گاہ نہ تھی ان کے قیام و طعام کے لیے مسجد میں چبوترہ بنوا دیا۔ جس پر وہ رہتے تھے وہ چبوترہ جس پر خوش نصیب حضرات بیٹھ کر تلاوت قرآن اور نوافل پڑھنے کو سعادت مندی سمجھتے ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وہ آج بھی موجود ہے۔

☆ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت، پاکستان 0543-543444

قریشِ مکہ کا مسلمانوں کی نوزائیدہ ریاست مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں

جب تک حضور ﷺ مکہ معظمہ میں تھے صحابہؓ کو حکم تھا کہ کفار کی ایذا رسانیوں پر صبر کریں اور اپنے ہاتھ روکے رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ برس بے مثال صبر و استقامت کا مظاہر کیا۔ جب مدینہ منورہ دارالاسلام بن گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہوگئی تو مظلوم مسلمان جن سے کفار لڑتے رہتے تھے جب وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے لگے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازت جہاد دے دی گئی اور فرمایا کہ میں ان کی مدد پر قادر ہوں۔ کیونکہ یہ وہ ''مہاجرین'' لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ان کا کوئی جرم نہ تھا۔ نہ ان پر کسی کا کوئی دعویٰ تھا بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خدا کو اپنا ربّ کیوں کہتے ہیں؟ بنائے ہوئے غیر اللہ کے نام پر مجسموں کو کیوں نہیں پوجتے۔ گویا ان پر سب سے بڑا اور سنگین جرم اگر لگایا جاسکتا ہے تو یہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے۔ فرضیت جہاد کی حکمت بیان کرنے کے بعد پھر فرمایا کہ یہ وہ مقدس لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں قدرت ''حکومت'' دیں تو یہ میرا نظام نافذ کریں گے جو چار دفعات پر مشتمل ہوگا (۱) اقامتِ صلوٰۃ (۲) ایتاءِ زکوٰۃ (۳) امر بالمعروف (۴) نہی عن المنکر ...... علامہ عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہ ان ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا...... یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کرے گا جب کہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت دے دیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذاتِ خود بدنی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں...... اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو زمین کی حکومت عطا کی اور جو پیشین گوئی کی تھی حرف بحرف سچی ہوئی۔ فللہ الحمد علی ذلک۔ اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اور ان میں اخص خصوص کے طور پر حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی۔

بشارتِ حکومت و وعدہ خلافت برائے اہل ایمان و اطاعت

طبرانی اور حاکم سے بسند صحیح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہوگیا، مسلمان خوف کے مارے ہر وقت ہتھیار بند رہتے تھے ایک دفعہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کبھی ایسے دن بھی آئیں گے کہ ہم اطمینان سے رات کو سویا کریں گے اور سوائے خدا کے کسی کا خوف ہم کو نہ ہوگا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تسلی کے لیے آیت استخلاف نازل فرمائی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ (سورۃ النور: ۵۵) ترجمہ: وعدہ کرلیا اللہ نے ان لوگوں

سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دے گا اُن کو ملک میں۔ جیسا حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو اور جما دے گا اُن کے لیے دین اُن کا...... جو پسند کر دیا اُن کے واسطے۔ اور دے گا اُن کے ڈر کے بدلے میں امن۔ میری بندگی کریں گے۔ شریک نہ کریں گے میرا کسی کو۔ اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے سو وہی ہی لوگ ہیں نافرمان...... پہلا وعدہ استخلاف فی الارض...... دوسرا وعدہ تمکین دین......تیسرا وعدہ اعطاءِ امن بعد الخوف۔

خلاصہ

وعدہ خداوندی کے مطابق اس قلیل عرصہ میں صدیوں کی حکومتوں کا خاتمہ ہوا......اور اسلام باوجود بے سروسامانی کے ان پر فتحیاب ہوا اور دنیا کی ان دو ''قیصر وکسریٰ'' عظیم ترین سلطنوں کی بے شمار فوجوں کے مقابلہ میں لشکر اسلام مظفر و منصور ہوا۔ اور اسلام کا کلمہ بلند ہوا اور مشارق و مغارب کا خراج مدینہ کے خزانے میں آیا۔ ایسی فتح مبین اور ایسی تمکین دین نہ کبھی دیکھی گئی اور نہ کبھی سُنی گئی......مسند احمد اور سنن ابی داؤد اور نسائی میں حضرت سفینہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری خلافت ''موعودہ'' تیس برس رہے گی۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ یہ وعدہ مہاجرین حاضرین اور موجودین سے تھا۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک چاروں خلیفہ اس وعدہ الٰہی کے مصداق ہیں اور ان کی خلافت۔ خلافت نبوت تھی اور اسی خلافت حقہ و راشدہ کی مصداق تھی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں کیا۔ خلافت راشدہ اس حکومت اور ریاست کو کہتے ہیں کہ جس کا تمام ملکی اور ملی نظام منہاج نبوت پر ہو اور جس میں آنحضرت ﷺ کی نیابت کے طور پر وہ امور انجام دیئے جائیں جن میں آنحضرت ﷺ بحیثیت پیغمبری انجام دیتے رہے مثلاً اقامت دین۔ اقامت جہاد بدشمنان دین۔ اقامت حدود شرعیہ۔ اقامت ارکان اسلام۔ احیاء علوم دینیہ وغیرہ اور اس حکومت کا نظام ایسا ہو کہ وہ بادشاہت اور سلطنت معصیت نہ ہو یعنی حکومت ......اور راشدہ کے معنی یہ ہیں کہ توفیق ربانی اس کو رشد اور ہدایت اور حق اور صواب ہی کی طرف لے جائے اور ظلم کی طرف لے جانے سے اس کو روک دے باقی آئندہ شمارے میں (جاری)

الحمدللہ! تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کی مرکزی ''سنی کانفرنس بھیں'' ۶۔۷۔ اکتوبر ۲۰۱۸ء اپنی سابقہ مذہبی شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوگئی ہے۔ کانفرنس کی کامیابی پر جملہ منتظمین مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کانفرنس کی تفصیلی سرگذشت آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

فیوضاتِ مظہرؒ

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی بعثت کا مقصد

افادات: قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کا مقصد غلبہ دین تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا: هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (اس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ وہ (اللہ) اس سچے دین کو باقی تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دے اور اللہ کافی ہے (اس کی) گواہی دینے والا (پارہ ۲۶۔ سورۃ الفتح، رکوع ۴، آیت ۲۸)۔ دین حق کے غلبہ سے مراد ہر طرح کا غلبہ ہے یعنی دلیل سے بھی اسلام سارے باطل دینوں پر غالب ہے اور اصولِ دین میں کوئی دوسرا دین اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور خصوصاً قرآن مجید جو اسلام کی قطعی بنیاد ہے اور جو قیامت تک محفوظ رہے گا اس کے اس چیلنج کا اعدائے اسلام نہ آج تک جواب دے سکے ہیں اور نہ قیامت تک انشاء اللہ جواب دے سکیں گے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (پارہ اول سورۃ البقرۃ رکوع ۳، آیت ۲۴)

ترجمہ: ''اگر تم اس کتاب (قرآن) کی نسبت شک میں ہو جو ہم نے اپنے ایک خاص بندے (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) پر نازل کی ہے تو پھر تم اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورت ہی بنا کر لے آؤ اور تم اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کرو اور ہرگز تم ایسا نہیں کر سکو گے تو پھر تم اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے)۔

اور غلبہٗ دین کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسلام قوت وشوکت کے اعتبار سے بھی تمام اہل ادیان

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

پر غالب ہوگا اور اس عظیم پیشگوئی کے وقوع میں بھی کوئی اہل عقل و انصاف اختلاف نہیں کرسکتا کہ اسلام نے اپنے ظہور کے بعد بڑی بڑی ابلیسی طاقتوں کو زیر وزبر کر دیا۔ خود حضور خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ۸ھ میں مرکز اسلام یعنی مکہ مکرمہ فتح ہوگیا۔ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی خدائی ختم ہوگئی اور جزیرۃ العرب میں اللہ کا قانون نافذ ہوگیا۔ عرب کے بت پرست اور مدینہ کے یہود نے اپنی پوری طاقت سے اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی اور تمام مادی وسائل انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں صرف کر دیئے لیکن اصحاب رسول ﷺ نے پرچمِ رسالت کے سایہ میں اپنی مجاہدانہ سرفروشیوں سے نصرت خداوندی کے تحت کفار کی جنگی قوتوں کو پاش پاش کر کے کلمہ اسلام لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا ڈنکا بجا دیا۔ یہ ہے رسول اللہ ﷺ کے مقدس صحابہ کی وہ جماعت کامل جس کو حق تعالیٰ نے غلبۂ دین کا عظیم مقصد حاصل کرنے کے لیے اپنے رسول اعظم ﷺ کے دامنِ پاک سے وابستہ کر دیا۔ اور اگر رسول اللہ ﷺ کو اور قرآن مجید کو اور دین اسلام کو تو اپنی اپنی شانِ اعلیٰ کے مطابق کامل تسلیم کیا جائے لیکن جماعتِ رسول یعنی صحابہ کرام کو باکمال نہ مانا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ قادر و حکیم خدا نے العیاذ باللہ قرآنِ مقدس۔ دینِ مکمل اور رسول اعظم ﷺ کو بے مقصد بھیجا تھا اور ان تین عظیم دینی نعمتوں سے مخلوق خدا کو کوئی نفع دینی حاصل نہیں ہوا۔ لیکن کیا کوئی مومن اس ناکام نتیجہ کو تسلیم کرسکتا ہے جب کہ قرآن حکیم میں یہ اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور آپ حضور ﷺ کو اسی مقصد عظیم کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے دینِ حق کو تمام دوسرے دینوں پر غالب کر دے")۔

حقیقت یہ ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ کی جماعتِ مقدسہ رسول اکرم ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ایک زبردست دلیل ہے اور ہر ہر صحابی معجزات محمدیہ میں سے ایک ایک معجزہ کی شان رکھتا ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ صحابی رسول ﷺ کی شان مقبولیت و محبوبیت، نور خلوص و تقوی اور مومنانہ ہمت و استقامت اور کسی فرد بشر میں نہیں پائی جاتی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خلافت راشدہ

حضور رحمت للعالمین ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد چونکہ نئے دین، نئی شریعت اور نئی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی کیونکہ دین و شریعت اور کتاب اللہ (قرآن مجید) کو کامل و مکمل حیثیت سے قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا تھا لہٰذا اب اس امر کی ضرورت تھی کہ آنحضرت ﷺ سے جو دینِ کامل، شریعتِ کاملہ اور نظام حق دور رسالت کے مومنین کاملین (صحابہ کرامؓ) کو ملا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی جو دینی حکومت حضور ﷺ نے قائم فرمائی ہے اور جزیرۃ العرب میں جس طرح شرعی سزاؤں کا نفاذ ہوا ہے اور انسانوں کو صدیوں کے بعد جس اعلیٰ عدل و انصاف کی عظیم حکومت الٰہیہ نصیب ہوئی ہے جس کے ذریعہ لوگوں کے انفرادی اور اجتماعی حقوق محفوظ ہو گئے ہیں اور بندوں کا تعلق اپنے رب سے مضبوط قائم ہو گیا ہے۔ بتوں کی پجاری اور شرک و ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکتی ہوئی قوم کو کتاب و سنت کی جو نورانی فضا نصیب ہوئی ہے۔ انوار نبوت سے انسانی قلوب و ارواح کو جو نور ایمانی نصیب ہوا ہے یہ عظیم دینی و ایمانی نعمتیں نہ صرف یہ کہ محفوظ رہیں بلکہ اللہ کے ان بندوں کو بھی ان نعمتوں سے سرفراز کیا جائے۔ جنہیں بلاواسطہ فیض نبوی حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا اور جو دُور دراز ملکوں کے باشندہ ہیں اور اسی طرح کفر و شرک کی ظلمات میں ڈوبے ہوئے ہیں (جس طرح کہ اہل مکہ اور اہل عرب تھے)۔ اس لیے حق تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد اپنی قدرت و حکمت کے تحت (بجائے نبوت و رسالت کے) خلافتِ نبوت و رسالت کا ایک نظام حق قائم فرما دیا جو دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور استحکام و غلبہ کا ایک مؤثر ترین ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ "فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ" خدا نے بجائے اس کے کہ انبیاء کی طرح خلفائے رسول ﷺ کی نامزدگی کا کتاب اللہ مین اعلان کیا جائے قرآن مجید میں ایک عظیم پیشگوئی فرما دی اور خلفائے راشدین کے ناموں کی بجائے ان کی صفات و علاماتِ خلافت کا اعلان فرما دیا۔ چنانچہ حسبِ ذیل دو آیتیں خلافت نبوت کے قائم ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

آیت تمکین

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن

دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۔

ترجمہ: ''ان لوگوں کولڑائی کی اجازت دے دی گئی ہے جن سے کفار کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت و مدد کرنے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔''

اس کے بعد انہی مومنین مہاجرین کے بارے میں اعلان فرمایا کہ:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (پارہ ۱۷۔ سورۃ الحج، رکوع ۶، آیت ۴۰۔۴۱)

ترجمہ: ''یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں زمین پر تمکین و اقتدار دیں تو یہ لوگ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔''

اس آیت تمکین میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین صحابہ کے متعلق ایک اعلان فرمایا ہے (جن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوگئے تھے) کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت و اقتدار دے دیں تو وہ ضرور ان چار کاموں کی تکمیل کریں گے۔ اور چونکہ ان مہاجرین صحابہ کرام میں سے آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ان چار اصحاب کو ہی ملکی اقتدار عطاء فرمایا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ اس لیے حسب اعلانِ خداوندی قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لیے یہ قطعی عقیدہ لازم ہے کہ ان چاروں خلفاء نے ضرور وہ کام سرانجام دیئے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے یعنی اقامت صلوٰۃ۔ ایتاء الزکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اور اگر کوئی شخص باوجود اس اعلانِ خداوندی کے ان خلفائے اربعہ کو برحق خلفاء نہیں تسلیم کرتا تو وہ اس آیت کا منکر ہے اور اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مذکورہ اعلان صحیح ثابت نہیں ہوا۔ العیاذ باللہ۔ اور اس آیت کا یہ مطلب بھی نہیں لیا جاسکتا کہ مذکورہ تمکین و اقتدار کا وعدہ مابعد کے خلفاء کے لیے ہے کیونکہ یہ اعلان اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ کے لیے ہے جو مہاجرین صحابہ ہیں اور سوائے ان چار خلفاء کے صحابہؓ میں سے اور کسی مہاجر صحابی کو خلافت نہیں ملی۔ اسی بنا پر ان چارون خلفاء کی خلافت کو خصوصی طور پر خلافت راشدہ کہتے ہین جو قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور یہ خلافت

ان چار یار میں ہی منحصر ہے۔

۲۔ آیت استخلاف

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، ع ۷، آیت: ۵۵)

ترجمہ: ”اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور انہوں نے نیک عمل کیے ہیں کہ ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسا اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے جو ان سے پہلے ہوئے ہیں اور ضرور انکو ان کے لیے اس دین کی طاقت (تمکین) دے گا جو اُس نے اُن کے لیے پسند کرلیا ہے۔ وہ (خلفاء) میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بنائیں گے اور اس کے بعد جو شخص انکار (یا ناشکری) کرے گا تو وہ لوگ فاسق (نافرمان) ہوں گے۔“

اس آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ان ایمان وعمل صالح والے صحابہ کرامؓ کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے۔ جس پر لفظ منکم دلالت کرتا ہے اور چونکہ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مہاجرین صحابہ میں سے باترتیب صرف حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو ہی خلافت اور جانشینی کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن خلفاء کے متعلق اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا وہ یہی چار ہیں ان کی خلافت قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور اگر ان چار خلفاء کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ثابت نہیں ہوسکتا اور آیت میں منکم کی قید کی وجہ سے بعد کے خلفاء اس آیت کا مصداق نہیں قرار دئے جاسکتے خواہ حضرت امام حسنؓ ہوں یا حضرت امیر معاویہؓ اور خواہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہوں یا قرب قیامت میں پیدا ہونے والے حضرت مہدیؒ جو امت محمدیہ کے آخری ہادی اور مجدد ہوں گے اور جن کی عادلانہ اسلامی حکومت کے بارے میں احادیث میں پیشگوئی موجود

ہے۔ ان مابعد کے خلفاء کو بعض حضرات نے جو خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے تو وہ لغوی معنیٰ میں ہے کہ ان کی حکومتیں بھی برحق خلافتیں ہیں اور وہ بھی رشد و ہدایت والے ہیں۔ لیکن اصل خلفائے راشدین یہی خلفائے اربعہ (چار یار) ہیں جو قرآن کی موعودہ خلافت کا صحیح مصداق ہیں اور ان کے بعد آنے والے خلفاء اس آیت کے موعودہ خلفاء نہیں قرار دیئے جاسکتے کیونکہ حسبِ آیت تمکین اس آیت استخلاف سے مراد بھی وہی خلفاء ہیں جو مہاجرین صحابہ میں سے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

از جملہ لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ از مہاجرین اولیں باشد و از حاضران حدیبیہ و از حاضرانِ نزول سورۂ نور و از حاضران دیگر مشاہدہ عظیمہ مثل بدر و تبوک کہ در شرع تنویہ شان آں مشاہد و وعدۂ جنت برائے حاضراں آنہا مستفیض شدہ اما آنکہ از مہاجرین اوّلین باشد ازاں جہت مطلوب شد کہ خدا تعالیٰ و در شان مہاجرین اوّلین می فرماید۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا بعد ازاں فرمود الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ بعد ازاں فرمود الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔ حاصل معنیٰ ایں آیات آنست کہ در باب مہاجرین اوّلین کہ اذن قتال برائے ایشاں دادہ شد تعلیق می فرماید کہ اگر ایشاں را تمکین فی الارض دہیم یعنی رئیس گردانیم اقامت صلوٰۃ کنندہ و ایتاء زکوٰۃ نمایند و امر بمعروف و نہی منکر بعمل آرند و نہی منکر متناول است اقامتِ جہاد را زیرا کہ اشد منکرات کفر است و اشد نہی قتال و متناول است اقامت حدود را و رفع مظالم را و امر بمعروف متناول است احیائے علوم دینیہ را۔ پس بمقتضائے ایں تعلیق لازم شد کہ ہر شخصے از مہاجرین اوّلین کہ مُمکّن فِی الارض شود از دست او مقاصد خلافت سرانجام یابد و در وعدہ الٰہی خلف نیست پس خلیفہ اگر از مہاجرین اولین باشد امن حاصل شود بروی و اطمینانِ قلب متحقق گردد از خلافت دی۔ الخ (ازالۃ الخفاء جلد اوّل ص ۴۴)

ترجمہ: ”منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین میں سے ہو اور (نیز) ان لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے اور (نیز) ان لوگوں میں سے ہو جو بدر و تبوک اور دوسرے مشاہد عظیمہ میں موجود تھے جن کی عظمتِ شان اور جن کے حاضرین کے لیے وعدہ جنت شرع میں حدیث مستفیض سے ثابت ہے۔ خلیفہ کا

مہاجرین اوّلین میں سے ہونا اس لیے ضروری ہے کہ مہاجرین اوّلین کی شان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا پھر اس کے بعد فرمایا: اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ پھر اس کے بعد فرمایا: اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ان آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مہاجرین اوّلین کو جنگ کی اجازت دی گئی تھی ان کے حق میں (اللہ تعالیٰ) بطورِ تعلیق (یعنی شرط) کے فرماتا ہے کہ اگر ان کو ہم زمین میں تمکین دیں یعنی رئیس (صاحب حکومت) بنائیں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں لائیں گے نہی عن المنکر شامل ہے جہاد کرنے کو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہوں سے روکنے کو کہتے ہیں اور) سب گناہوں سے زیادہ سخت کفر ہے اور گناہوں سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہے اور (نیز نہی عن المنکر) شامل ہے۔ اقامتِ حدود اور رفع مظالم کو اور امر بالمعروف شامل ہے۔ احیائے علوم دینیہ کو۔ پس بمقتضائے اس تعلیق (یعنی شرط) کے ضروری ہوا کہ مہاجرین اوّلین میں سے کوئی شخص زمین پر حاکم ہو تو اس کے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پائیں اور (چونکہ سب جانتے ہیں کہ) خدا کے وعدہ میں خُلف نہیں ہے۔ لہٰذا خلیفہ اگر مہاجرین اوّلین میں سے ہوگا تو اُس پر (سب کو) اتفاق ہو جائے گا اور اس کی خلافت سے (سب کو) اطمینان قلب رہے گا۔ الخ۔ آیت تمکین اور آیت استخلاف دونوں کی روشنی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی مندرجہ تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ان آیات میں مہاجرین صحابہ کو خلافت عطا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور چونکہ مہاجرین صحابہ میں سے خلافت وحکومت صرف خلفائے اربعہ یعنی حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو ملی ہے۔ اس لیے ان آیات کے موعودہ خلفاء سے مراد صرف یہی خلفائے اربعہ ہیں نہ کہ بعد کے خلفاء حضرت امام حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ وغیرہ۔ کیونکہ یہ حضرات باوجود خلفائے برحق ہونے کے مہاجرین اوّلین میں سے نہیں ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم کی مخصوص خلافت موعودہ (یعنی خلافتِ خاصہ راشدہ) کا مصداق نہیں قرار دیئے جائیں گے۔

حدیث سفینہؓ

اور حدیث میں جو تیس سالہ خلافت کی پیشگوئی مذکور ہے اس سے مراد بھی یہی خلافت راشدہ خاصہ ہے جس کا وعدہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ تحریر فرماتے ہیں:

اما ما یَدُلُّ علیٰ خلافۃ الاربعۃ من ضرب المدۃ الواقعۃ علیھم فقد اخرج الترمذی من حدیث سعید بن جمھان قال حدثنی سفینۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلثون سنۃ ثم ملک بعد ذٰلک ثم قال لی سفینۃؓ اَمسِك خلافۃ ابی بکرؓ ثم قال و خلافۃ عمرؓ و خلافۃ عثمانؓ ثم قال اَمسِك خلافۃ علیؓ فوجدنٰھا ثلثین سنۃ۔"

ترجمہ: ''خلفائے اربعہ کی خلافت کی دلیل یعنی اس مدت کا بیان جس میں ان کی خلافت واقع ہوئی ہے۔ ترمذی نے بروایت سعید بن جمہان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خلافت میری امت میں تیس برس رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ راوی کہتے ہیں مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا کہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لو۔ پھر کہا کہ زمانہ خلافت حضرت عمرؓ اور خلافت حضرت عثمانؓ اس سے ملاؤ۔ پھر کہا کہ خلافت حضرت علیؓ کی اس پر اضافہ کرو۔ چنانچہ ہم نے (ان سب کے زمانہ کو ملا کر) دیکھا تو تیس برس ہوئے۔ الخ (ازالۃ الخفاء مترجم جلد اوّل ص ۳۴۳)۔

حدیث اتباع خلفائے راشدین

رسول امین رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا:

مَنۡ یَعِشۡ مِنۡکُمۡ بَعۡدِیۡ فَسَیَرٰی اِخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا فَعَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمَهۡدِیِّیۡنَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا پس تم پر میری سنت کی اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سُنت (طریقہ) کی پیروی لازم ہوگی۔''

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ للّمعات اور علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت تصریح کی ہے کہ یہاں حدیث میں خلفائے راشدین

کا مصداق خلفائے اربعہ ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

دورِ خلافت راشدہ کی فتوحات

آیت تمکین۔ آیت استخلاف اور آیت اظہار دین کی قرآنی پیشگوئیوں اور خدائی وعدوں کے مطابق خلفائے راشدین خصوصاً خلفائے ثلثہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین کے ایام خلافت میں غلبۂ دین اور عروجِ اسلام کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں نیست و نابود ہوگئیں۔ بڑی بڑی جاہ و جلال رکھنے والی قومیں پرچم اسلام کے سامنے جھک گئیں اور ایک پسماندہ عرب قوم نے توحید و سنت کا نور اطراف عالم میں پھیلا دیا۔

دورِ صدیقی

خلیفۂ اوّل امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی سوا دو سالہ قلیل ترین مدتِ خلافت میں نہ صرف یہ کہ ملک کے داخلی فتنوں مسلیمہ کذّاب اور اسود عنسی وغیرہ جھوٹے مدعیان نبوت کی دجالیت، منکرین زکوٰۃ کی بغاوت اور بعض عربی قبائل کے ارتداد کا قلع قمع کر کے دورِ رسالت کے مفتوحہ علاقوں کو پرچمِ اسلام کے تابع کیا بلکہ روم و ایران کی اسلامی فتوحات کا بھی آغاز کر دیا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر کی عراقی فوجیں ملک ایران میں اور شامی فوجیں ملک روم میں غازیانہ سطوت و کامرانی کے ساتھ آگے بڑھتی چلی گئیں۔ جس کی وجہ سے طاغوتی طاقتوں کو اپنی ذلت و مغلوبیت کا شدید خطرہ لاحق ہوگیا۔

عہد فاروقی

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ساڑھے دس سالہ دورِ خلافت میں صدیوں کی رومی عیسائی سلطنت اور ایرانی مجوسی بادشاہت کو زیر و زبر کر کے کلمۂ اسلام کا غلغلہ بلند کر دیا۔ حتیٰ کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے مفتوحہ علاقوں کے علاوہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس

(۲۲۵۱۰۳۰) مربع میل ارض کفر فتح کر کے وہاں پرچم اسلام نصب کر دیا اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ غلبۂ اسلام کی قرآنی پیشگوئیوں کا زیادہ تر مصداق عہد فاروقی کی عظیم الشان اسلامی فتوحات ہیں جنہوں نے قیصر وکسریٰ کی سطوتوں کو خاک میں ملا کر مظلوم انسانیت کو وقار و جلال عطا کیا۔ ماشاء اللہ فاروقؓ فاروق ہے۔

سطوت عثمانی

خلیفہ سوم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں روم وایران کے وہ علاقے بھی فتح کر لیے گئے جو عہدِ فاروقی میں سرنگوں نہیں ہو سکے تھے۔ عہد عثمانی میں افریقہ بھی فتح ہوا۔ جو حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ علاوہ ازیں دورِ عثمانی کی خصوصیات میں سے وہ بحری فتوحات ہیں جنہوں نے سمندر میں تلاطم بپا کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت امیر معاویہؓ نے جزیرۂ قبرص[1] فتح کر کے شوکت اسلام کو دوبالا کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں برّی فتوحات کے سلسلہ میں کابل وقندھار بھی عہد عثمانی کے زیر سایہ آ گئے تھے اگر بالفرض حضرات خلفائے ثلٰثہ کی ان اسلامی فتوحات کا انکار کر دیا جائے تو پھر قرآن حکیم کی زبانی پیشگوئیوں کا کوئی صحیح مصداق نہیں قرار دیا جا سکتا؟ جس کی وجہ سے قرآن کی موعودہ خلافت کالعدم ٹھہرتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

خلافت مرتضوی

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بوجہ مہاجرین اوّلین میں ہونے کے قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کا آخری نشان ہیں۔ آپ کے تقریباً ۵۔ ۶ سالہ دورِ خلافت میں گو جدید علاقہ کفر فتح نہیں ہو سکا اور آپ داخلی ملکی اختلافات اور مشاجرات کے حل کرنے میں مصروف رہے ہیں لیکن آپ نے خلیفہ راشد کی حیثیت سے اپنے دورِ خلافت میں وہی نظام حق نافذ فرمایا جو آپ سے پہلے تین خلفائے راشدین نے نافذ فرمایا تھا۔ آپ نے اپنی حدود خلافت میں اسی دینِ حق کا پرچم بلند کیا جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ تھا۔ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان چاروں خلفائے راشدین میں کسی قسم کا کوئی نزاع واقع نہیں ہوا۔ یہ حضرات یقیناً حسب آیت قرآن اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ

[1] اس جزیرے کا موجودہ نام سائپرس ہے۔ سائپرس کا معاملہ بھی بالکل کشمیر کی طرح ہے اس کا کچھ حصہ یونان اور کچھ حصہ ترکی کے قبضہ میں ہے۔ پاکستان نے سائپرس کے معاملہ میں ہمیشہ ترکی کا ساتھ دیا ہے۔ (منہاس)

چراغِ ہدایت

ارشادات وکمالات

عنوان وترتیب	ماخوذ از مکتوبات
حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمہ اللہ	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

سحر کے دفعیہ کے لیے دو عمل

بھائی صاحب کا مستعمل کُرتا پہنچا۔ تشخیص اور عمل کے بعد معلوم ہوا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس لیے دو عمل کیجیے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

① کھانے کے نمک کو پیس کر اس پر باوضو مندرجہ ذیل آیات ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر پھونکئے۔ اور کھانے میں صرف یہی نمک ملا کر دیجیے۔ چالیس دن تک متواتر ایسا ہی کھانا کھلایئے جس میں یہی نمک ملایا گیا ہو اس کی صورت یہ ہوگی یا تو اس کا کھانا علیحدہ پکایا جائے اور اس میں یہ نمک ڈالا جائے۔ یا گھر میں جو سالن پکتا ہے۔ اس میں ابتداء سے نمک نہ ڈالا جائے۔ جب پک جائے تو مریض کے لیے کھانا علیحدہ نکال کر اس میں پڑھا ہوا نمک ملا دیں اور گھر کے کھانے میں حسبِ عادت بے پڑھا نمک ڈالیں۔ آیت حسب ذیل ہے:

وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔

② جاری پانی دریا کا ہو یا نہر کا، یا برسات کا یا کنویں کا۔ ایک گھڑے میں بھر کر اس پر باوضو مندرجہ ذیل آیات گیارہ مرتبہ اور سورہ فلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر پھونکیں اور مریض کو اس میں سے تین گھونٹ پلا دیں اور باقی ماندہ پانی سر پر ڈال کر نہلائیں۔ بلا ناغہ چالیس دن تک یہ عمل کیا جائے گا۔ آیات یہ ہیں:

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ وَ یُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صَاغِرِيْنَ o وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ o قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ o اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى o

یہ عمل اتوار کے دن سے شروع ہوگا۔ سردی میں دوپہر کو نہلایا جائے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج۔۴، ص ۱۹۶)

ہم کو دنیا میں امتحان کے لیے لایا گیا ہے

مہربان من! موت تو سب کو آنی ہی ہے لیکن اگر موت امید افزا واقع ہو تو خوشی کی بات ہے۔ پریشان ہونا بے موقع ہے۔ ہاں دنیاوی حیثیت سے بے شک باعث صدمہ و ملال ہے کہ چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ خاندان کے لیے ایک شریف النفس سمجھدار انسان کا غائب ہو جانا موجب حزن و ملال ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو وہ امتحان جس کے لیے ہم کو اس دار کدر والاحزان میں لایا گیا ہے اور پرزور الفاظ میں چیلنج دیا گیا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ اس کے حصول کی اور درجات عالیہ میں پاس ہونے والوں کو وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ حاصل کرنے کی نوبت کس طرح آ سکتی ہے۔ بہر حال دل کو محبوب حقیقی سے لگایئے اور دنیا کی ہر نعمت کو عارضی سمجھتے ہوئے اطمینان حاصل کیجیے۔

جہاں اے برادر نہ ماند بکس　　دل اندر جہاں آفرین بند و بس (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۱۹۷)

حساب کا صاف ہونا از بس ضروری ہے

شہد پہنچا۔ مگر آپ نے اس کی قیمت نہیں لکھی۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ مہربانی فرما کر شہد کی قیمت اور اگر کوئی رقم مجھ پر آتی ہو تو اس سے بھی اطلاع دیں، حساب کا صاف رہنا اور پیسہ پیسہ کا حساب لینا از بس ضروری ہے۔ یہاں محبت اور یگانگت ہے۔ معاملات کو بالکل صاف رکھنا چاہیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۱۹۶)۔

وساوس کا علاج

ذکر اور نماز میں اگر وسوسہ آئے تو فوراً اس کو دفع کیجیے۔ آگے بڑھنے نہ دیجیے۔ اس سے شیطان اور خناس کا زور کم ہوجائے گا۔ قرآن میں ہے۔اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ اس عمل کو برابر کرتے رہیں۔

② روزانہ ایک سو مرتبہ سورہ ناس معنیٰ کے تصور کے ساتھ جی لگا کر کسی وقت پڑھا لیا کریں۔ وسوسہ کے دور کرنے کے لیے بہت مفید ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۴،ص ۱۹۸)۔

قوت حافظہ کے لیے عمل

قوت حافظہ کے لیے سورہ فاتحہ مع بسم اللہ روزانہ بعد نماز عصر اکتالیس مرتبہ پڑھ کر سینہ پر دم کر لیا کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۴،ص ۲۰۱)۔

اسم ذات دس ہزار مرتبہ

پاس انفاس کے علاوہ اسم ذات ''اللہ'' زبان سے آہستہ آہستہ دن رات میں ۱۰ ہزار مرتبہ کرلیا کیجیے۔ خواہ ایک مجلس میں ہو یا چند مجالس میں اس مقدار میں کمی نہ ہو۔ ذکر اسم ذات کرتے ہوئے یہ خیال اور دھیان رکھیے کہ میرا محبوب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی محبت کی وجہ سے زبان اسی کا نام لے رہی ہے۔ اور میں اس کے سامنے ہوں اور وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى۔ کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا رہتا ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۴،ص ۲۰۶)۔

اورادو وظائف کے لیے صاحب مجاز سے اجازت حاصل کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

اورادو وظائف میں برکت صاحب مجاز کی اجازت سے ہوتی ہے اور بعض موثر وظائف میں تو تاثیر موقوف ہی ہوتی ہے اجازت پر۔ کیونکہ صاحب مجاز زکوٰۃ وغیرہ ادا کیے ہوئے ہوتا ہے۔ بس جس طرح طب کی کتابیں دیکھ کر مریض اپنا علاج نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ضیاء القلوب وغیرہ کتب سلوک سے تصوف کا سلوک غلط کاری ہے۔ ہاں وظائف عامہ جن سے مقصد صرف ثواب اخروی

ہے، تاثیر فی القلوب والروح اور انقلاب احوال واخلاق نہیں ہے۔ اس میں بلا اجازت عمل درآمد کرنے میں حرج نہیں ہے۔ اعمال سلوک کے لیے مرید ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ہر عمل کے لیے شیخ کی خصوصی اجازت ہونا ضروری ہے۔

''کہ سالک بے خبر نہ بنود زراہ ورسم منزلھا''

کیا قرابادین وغیرہ کتب سے غیر طبیب استفادہ کر کے کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۰۶)۔

دلائل الخیرات اور فجر کی سنت وفرض کے درمیان سورہ فاتحہ کا عمل

دلائل خیرات اور بین الفرض وسنت الفجر سورہ فاتحہ اکتالیس بار پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کبھی کبھی بعد الفرض پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۰۶)۔

داخل سلسلہ نہ ہونے والی خواتین کو تسبیحات ستہ

وہ خواتین جو داخل سلسلہ نہیں ہیں، ان کو تسبیحات ستہ پڑھنے کی اجازت ہے۔(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۰۶)۔

اذکار میں ناغہ کرنا غلط ہے

در گور برم از سر گیسوئے تو تارے　　تا سایہ کند بر سر من روز قیامت

آپ کا ذکر میں ناغہ کرنا غلط ہے۔ اذکار کو جاری رکھیے۔ فرصت نہ ہو تو دوسرے وقت میں پورا کرلیا کیجیے۔ کتابوں کو ہمیشہ مطالعہ کر کے پڑھایئے اور طالب علموں کو سمجھانے میں کمی نہ کیجیے۔ خواب بہت عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اس شعر سے جو کہ اوپر درج ہے۔ خواب کی حقیقت معلوم ہوگی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۰۷)۔

ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہندوستان کے وسط میں ہے

اس سال ماہ مبارک میں بانسکنڈی ضلع کچھار آسام کا جانا ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔ مولانا احمد

علی صاحب کا خط آیا تھا۔ اگر کبھی کسی ایک جگہ چلا جاتا ہوں تو لوگ ہمیشہ کے لیے تقاضا کرنے لگتے ہیں۔ ٹانڈہ ہندوستان کے وسط میں ہے۔ سب جگہ کے لوگوں کے لیے آسانی سے آنا اور رہنا ممکن ہوتا ہے۔ بہرحال ابھی تک رمضان میں جانا سمجھ میں نہیں آتا آئندہ کیا رائے ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۰۷)۔

مکتوب نمبر ۷۴ جلد چہارم حضرت مدنی ؒ کے حسن ذوق اور لطائف طبع کا پتہ دیتا ہے

محترم المقام، زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف مہربانی فرما کر کمپنی باغ یا قربان خانصاحب کی نرسری سے مندرجہ پودے حاصل کر کے جلد ارسال فرما دیں۔ مگر اس شرط پر کہ مصارف لینے ہوں گے۔

خس حنا، لیڈی آف نائٹ، شب دلہن ۴ عدد، دیسی چمپا دو عدد، چینی چمپا دو عدد، ہنی شکل ایک عدد، چیکو ایک عدد، لیچی قلمی دو عدد، پتہ حسب ذیل ہے۔

(مولانا) حسین احمد ٹانڈہ آؤٹ ایجنسی اسٹیشن اکبر پور، آئی، آر۔

اگر ٹانڈہ کی بلٹی نہ کریں تو اکبر پور ہی کی کرا دیں۔ زمین میں دیمک زیادہ ہے۔ اس کے ضرر سے پودوں کے تحفظ کا نسخہ وہاں کے ماہر باغبانوں سے دریافت فرمائیں۔ شیخ الحدیث (مولانا زکریا) صاحب سے سلام مسنون فرما دیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۱۱)۔

وفیات

① حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب (کوٹلی آزاد کشمیر) کے بڑے بھائی۔ ② مولانا سرفراز صاحب (کوٹلی) کے سسر اور تایا صاحب ③ جامعہ مظہریہ حسینیہ جھان سومرو (سندھ) کے طلباء عمر فاروق صاحب اور شاہ نواز صاحب کے نانا جان۔ ④ ماسٹر منظور حسین (خادم ادارہ حق چار یارؓ لاہور) کی دو ہمشیرہ، ایک ستمبر میں اور دوسری اکتوبر میں رضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔

قارئین سے جملہ مرحومین کی کامل مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کی دعا کی درخواست ہے (ادارہ)

ابطالِ باطل　قسط ۵۹

ماہ نامہ ''افکار العارف لاہور'' کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

''مسلّم الثبوت'' اصولِ فقہ کی ایک معروف کتاب ہے، جسے اہل سنت عالم دین حضرت علامہ قاضی محب اللہ بہاری رحمہ اللہ نے تصنیف کیا تھا علامہ بہاری رحمہ اللہ نے اس کی تصنیف میں علامہ بیضاوی، بن ہمام اور شیخ ابن حاجب رحمہ اللہ کی کتب اور تحقیقات سے استفادہ کیا ہے، اور بہت سے مقامات پر فاضل موصوف نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے بھی اس قدر جوہر دکھلائے ہیں کہ آنے والے وقتوں میں جہابذۂ روزگار اہل علم نے اس کی شروح وحواشی پر قابل قدر کام کیا اور اب بھی مختلف زبانوں میں اس کتاب کی خدمت پر کام جاری ساری ہے۔ اس کتاب میں مختلف فرقوں کے عقائد پر بحث موجود ہے، ان کے دلائل، شبہات، اعتراضات اور اشکالات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے، اور اکثر فرقوں سے متعلق اہل سنت کی تحقیقی آراء اور جوابات بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی جلالتِ قدر کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنے اپنے وقت کے چوٹی کے اکابرین اور سلاطین علم وفضل نے اس کی شروحات لکھی ہیں، جن میں سے چند ایک کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ کاش ہمیں طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم ان تمام شروحات کی اُن اہم عبارات کا خلاصہ پیش ناظرین کرتے کہ جن میں روافض وخوارج کے جاہلانہ عقائد ونظریات کا نہایت سنجیدہ اور متانت آمیز رد لکھا گیا ہے۔ تاہم اشد ضرورت پڑنے پر اپنے مخاطب موصوف کا یہ شوق بھی کر دیں گے تاکہ اُن پر سوار خبطِ عظمت کا بھوت اتارا جا سکے۔ فی الحال ان شروحات کے نام درج کر کے ہم ''فواتح الرحموت'' کے نام سے پھیلائی جانے والی تلبیسات کا جائزہ لیں گے، شروحات کے نام یہ ہیں۔

① فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، از بحر العلوم علامہ مولانا عبدالعلیؒ لکھنوی بن علامہ نظام الدینؒ بن علامہ قطب الدین رحمہ اللہ۔

② التعلیق المنعوت علی مسلم الثبوت، از علامہ مولانا برکت اللہ بن محمد احمدُ اللہ بن محمد نعمت اللہ لکھنوی رحمہ اللہ۔

③ مفاتح البیوت فی حل مسلم الثبوت، از مولانا فیض الحسن رحمہ اللہ بن مولانا فخر الحسن رحمہ اللہ سہارنپوری۔

④ نفائس الملکوت شرح مسلم الثبوت۔ از مولانا ولی اللہ بن حبیب اللہ بن مولانا محب اللہ فرنگی محلی۔

⑤ کشف المبہم ممانی مسلّم۔ از مولانا بشیر الدین رحمہ اللہ بن مولانا کریم الدین رحمہ اللہ۔

⑥ شرح مسلم الثبوت۔ از ملا نظام الدین رحمہ اللہ سہالوی۔

قارئین کرام! ان شروحات کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں تین کتب ایسی ہیں کہ جو علمیت، ادبیت اور فتوی و تحقیق کے باب میں اپنی مثال آپ ہیں یعنی (۱) فواتح الرحموت (۲) التعلیق المعموت اور مفاتح البیوت! ہمارے مخاطب امامی ترجمان نے جہاں بحر العلوم علامہ عبد العلی رحمہ اللہ کی کتاب ''رسائل الارکان'' سے اپنی کذب بیانی کے کانٹے بکھیرنے کی سعی لاحاصل کی ہے، وہاں ''فواتح الرحموت'' کی بعض عبارات پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ مگر ہمارے قارئین دیکھیں گے کہ موصوف کی عقل کس قدر مختل ہو چکی ہے کہ جو بات وہ خصم کی کتب سے بطور دلیل پیش کرتے ہیں، وہی دلیل اُلٹا اُن کے گلے کا طوق بن کر رہ جاتی ہے۔ اگر ہماری اس بات پر تعلّی یا خدانخواستہ بے جا تفاخر کا شائبہ ظاہر نہ کیا جائے تو ہم عرض کریں گے کہ موصوف نے جس انداز میں اپنے نظریات کا دفاع کرنے کی ٹھانی ہے، اس انداز کو دیکھ کر خود شیعہ مذہب کے بزرگ علماء بھی شرم سے پانی پانی ہیں۔

بہر حال موصوف نے علامہ بحر العلوم کی جس عبارت پر حاشیہ آرائی کی ہے، وہ عبارت، ترجمہ، استدلال، نتیجہ اور ہماری رائے پیش قارئین ہے اور فیصلہ بھی قارئین ہی کی عدالت دے گی۔ موصوف نے ''فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، مطبوعہ مطبع الرفیع نول کشور لکھنؤ، جنوری ۱۸۷۸ء کے صفحہ نمبر ۶۱۷ حوالہ سے درج ذیل عبارت پیش کی ہے۔

"وعليه اى عدم التكفير جمهور الفقهاء والمتكلمين وهو الحق وفيه لم يوجد الخلاف فى اهل السنة الامام مالك فى تكفير الروافض وعن متاخرين مشائخنا الامن انكر ضرورياً من الدين و كان بحيث الامساغ المشبهة فى كون انكاره خروجا عن الدين كا الاركان لاربعة وحقيقة القرآن وعلم انى رأيت فى مجمع

البیان تفسیر الشیعة انه ذهب بعض اصحابهم الی ان القران العیاذ باالله کان زائدًا علی هذا المکتوب قدذهب بعض اصحابهم الی ان القران العیاذ باالله کان زائدًا علی هذا المکتوب قدذهب بتقصیر من الصحابة الجامعین العیاذ باالله وله یختر صاحب ذالك التفسیر هذا القول فمن قال بهذا القول فهو کافر لانکاره الضروری۔"

"(اور) اس پر بنا کر کے کہ جمہور فقہاء و متکلمین کی جانب سے خوارج و روافض کی عدم تکفیر ہی درست ہے، اس مسئلہ میں اہل سنت میں کوئی اختلاف نہیں پایا گیا، مگر امام مالک رحمہ اللہ اور ہمارے حنفی متاخرین مشائخ سے تکفیر روافض منقول ہے۔ مگر جس نے دین کی ضروریات میں کسی ضروری امر کا انکار کیا، اور وہ امر اس طرح ہو کہ اس کے انکار کی بناء پر دین سے خارج ہونے میں کوئی شبہ رکاوٹ نہ بنتا ہو، جیسے ارکان اربعہ کا انکار اور قرآن کی حقیقت۔ جان لو کہ میں نے شیعہ کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا ہے کہ ان کے بعض اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ العیاذ باللہ قرآن اس مکتوب سے زیادہ تھا جو جامعین قرآن صحابہ کی کوتاہی سے ضائع ہو گیا، لیکن صاحبِ تفسیر مجمع البیان نے یہ نظریہ اختیار نہیں کیا، جو کوئی (سُنی یا شیعہ) اس نظریہ کا قائل ہو وہ ضروری عقیدے کی وجہ سے کافر ہے۔"

اسی طرح موصوف نے ''فواتح الرحموت'' کے صفحہ نمبر ۴۰۷ سے مندرجہ ذیل عبارت بھی دی ہے۔

"وهذا لعبد غفرالله له رای فی بعض کتبهم وسمع عن بعض من یتبعونه انهم انکروا بعض القراة لعدم روایة المعصوم کما قالوا فی قولهٖ تعالیٰ فانزل الله سکینة، علیه ان الصحیح فانزل الله سکینة علی رسوله فالاول مع کونه متواترالم یقبلوه لعدم روایة المعصوم علی زعمهم والثانی نسبوا الی الامام زین العابدین علی ابن الحسین علیه وعلیٰ اٰله الکرام الرضوان و قبلوه مع کونه من الاحاده نقل فی مجمع البیان عن بعض شیاطینهم الذی عندهم ثقات انه ذهب من القرآن کثیرا العیاذ بالله لا یعلمها الا المعصوم وسیما الامامِ محمد المهدی الموعود مع انه قد تواتر ان القران هو هذا وما ذکره العاملی فمع کونه لایفید الاعدم اشتراط التواتر عن عدم وجود معصومهم ویجوذ ان یکون الشارطون

شرطوا عند وجوده ومع كونه مبنيا على عدم الاحاد مع ان البعض منهم قبلوا الاحاد۔"

"اس بندہ غفراللہ لہ نے ان (شیعوں) کی بعض کتب میں دیکھا ہے اور بعض ان لوگوں سے سُنا جن کی یہ اتباع کرتے ہیں کہ انہوں نے معصوم کی روایت نہ ہونے سے بعض قرأت کا انکار کیا ہے جیسا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول "فانزل الله سكينة عليه" میں کہا ہے کہ اس کی صحیح قرأت "فانزل الله سكينة على رسوله" ہے۔ حالانکہ پہلی قرأت متواتر ہے لیکن انہوں نے اس لیے اسے قبول نہیں کیا کہ ان کے خیال کے مطابق یہ معصوم سے مروی نہیں ہے اور دوسری قرأت کو انہوں نے امام زین العابدین، علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ یہ خبر احاد میں سے ہے۔ تاہم اسے قبول کیا ہے۔ "مجمع البیان" میں ان کے بعض شیاطین جو ان کے نزدیک ثقہ ہیں، سے منقول ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہوگیا ہے (العیاذ باللہ) اس کی مقدار کو معصوم ہی جانتے ہیں۔ اسے عنقریب امام محمد مہدی موعود بیان کریں گے۔ حالانکہ قرآن متواتر ہے جو (ہمارے ہاں) موجود ہے۔ جو کچھ عاملی نے ذکر کیا ہے، باوجودیکہ وہ معصوم نہ ہونے پر تواتر کی شرط نہ ہونے کے سوا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ہوسکتا ہے کہ شرط ماننے والوں نے معصوم کے وجود سے اسے تواتر کے لیے شرط قرار دیا ہو۔" (بحوالہ افکار العارف صفحہ نمبر ۴۳، ۴۲، اکتوبر ۲۰۱۴ء)۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا دو عبارات مع ترجمہ پیش کرنے کے بعد ہمارے مخاطب موصوف نے جو مطالب کشید کیے ہیں، ہم وہ بھی یہاں پیش کرتے ہیں، لیکن اس سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ دن بہ دن ملکی اور بین الاقوامی حالات چونکہ ہر اعتبار سے ناگفتہ بہ ہوتے چلے جا رہے ہیں، اس لیے ہم حریف کا حوالہ درج کرتے ہوئے نقلِ حوالہ کا مکمل التزام کرنے سے قاصر ہوں گے۔ تاہم ہماری کوشش ہوگی کہ مفہوم متاثر نہ ہو اور علمی مزاج رکھنے والے طائرانہ نظر سے ہی حقیقت کی تہہ تک پہنچ جائیں۔ امامی ترجمان کو مذکورہ بحث درج کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ہم نے امام اہل سنت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ کا یہ حوالہ پیش کیا تھا جس میں انہوں نے اقرار کیا کہ کسی زمانہ میں جب میں شیعہ مذہب سے پوری طرح واقف نہ تھا اور اپنی کتاب "علم الفقہ جلد ششم" (مطبوعہ ۱۳۳۰ھ) کی ترتیب میں مصروف تھا تو میں نے اس میں روافض سے مناکحت کا جواز لکھ دیا تھا لیکن حقیقت حال سے مطلع ہوجانے کے بعد اب میں اعلان کرتا ہوں کہ میرے سابقہ فتویٰ کو مسترد

سمجھا جائے (اس کی تفصیل ''امام اہل سنت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ، حیات و خدمات' مصنفہ پروفیسر عبدالحئی فاروقی مرحوم میں دیکھی جا سکتی ہے) ساتھ ہی علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے بحرالعلوم علامہ عبدالعلی رحمہ اللہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اولاً وہ بھی روافض سے مناکحت کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے۔ مگر جب انہیں علامہ ابوعلی طبرسی کی تفسیر ''مجمع لبیان'' کے مطالعہ کا موقع ملا تو انہوں نے اپنی رائے سے رجوع فرما لیا کہ ان روافض میں تو باقاعدہ تحریف قرآن مجید کے قائلین کی اکثریت موجود ہے۔ ہمارے مخاطب موصوف کو جو گیدڑ بھبکی سوجھی تو انہوں نے اپنے تئیں تو علامہ بحرالعلومؒ کے بھاری بھرنام اور ان کی کتاب ''فواتح الرحموت'' سے مرعوب کرنے کی کوشش کر کے علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ کو ''سیاہ جھوٹ'' بولنے والا قرار دیا اور اپنی رافضیانہ وھفوانہ زبان درازی سے بذریعہ قلم شعلے نکالے، مگر حقیقت یہ ہے کہ موصوف کی دی ہوئی عبارات میں ہی امام اہل سنت علامہ مولانا عبدالشکور فاروقی رحمہ اللہ لکھنوی کے ارشاد عالیہ کی تائید موجود ہے۔ کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق بحرالعلومؒ پہلے کسی قدر روافض کے متعلق نرمی برتتے تھے مگر جب انہوں نے علامہ طبرسی کی تفسیر ''مجمع البیان'' میں اُن کے نقل کردہ وہ حوالہ جات پڑھے جن میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ہمارے علماء و مشائخ کی اکثریت تحریف قرآن مجید کی قائل رہی ہے تو بحرالعلومؒ نے یہ الفاظ درج فرما دیئے کہ "فمن قال بهذا القول فهو كافر لانكاره الضروری" اب ہمارے مخاطب امامی ترجمان کی چالاکی اور عیاری ملاحظہ فرمایئے کہ وہ ترجمہ کرتے ہوئے بریکٹ میں (سُنی یا شیعہ) کا از خود اضافہ کر کے یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ اہل تشیع کی طرح اہل سنت پر بھی قائلین تحریف کا احتمال ہو سکتا ہے۔ حالانکہ بحرالعلومؒ کی عبارت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ چونکہ صاحب ''مجمع البیان'' خود تحریف کے قائل نہیں ہیں مگر وہ اپنے ہی مذہب کے زعماء کو محرف قرآن مجید تسلیم کر رہے ہیں تو اب احتیاطاً رائے یہی ہے کہ جو کوئی بھی تحریف کے نظریئے کا قائل ہوگا، وہ اسلام سے خارج ہوگا، ''ولم يختر صاحب ذالك التفسير هذا'' کے ماقبل والے الفاظ ہمارے مذکورہ دعویٰ کی مکمل تائید کر رہے ہیں۔ ہم اس امر کا بار بار اظہار کرتے چلے آ رہے ہیں کہ شیعی دنیا میں چار اکابرین شیعہ تحریف قرآن مجید کے منکر تھے یعنی اُن کا بظاہر موقف یہ تھا کہ قرآن مجید کل کا کُل سالم و محفوظ ہے اور کسی بھی انسانی دست و بُرد سے مامون ہے، وہ چار بزرگ یہ ہیں۔

① علامہ شریف المرتضیٰ ② علامہ ابوجعفر طوسی ③ شیخ ابوعلی طبرسی ④ شیخ صدوق۔

مگر یہ چار بھی تقیہ کرتے ہوئے اس نظریہ کے حامل رہے کیونکہ انہوں نے کفریہ نظریات رکھنے والوں کی تکفیر کے متعلق کوئی آدھ جملہ بھی کہیں درج نہیں فرمایا۔ آخر کون سا پردہ تھا کہ اہل تشیع جو نسلِ انسانی کا سب سے بڑا اور اسلامی تاریخ کا موذی ترین تکفیری گروہ ہے اور جس کے تکفیری و بغیضی فتوؤں سے پاکانِ امت کا کوئی فردِ فرید محفوظ نہ رہ سکا، وہ قرآن مجید میں کمی بیشی کے حامل نظریات رکھنے والوں کو اپنے مشائخ و اساتذہ میں شمار کر کے فخر محسوس کرتے ہیں؟ اس لیے امامی ترجمان کا اہل سنت کے متعلق یہ تاثر دینا کہ ان کی کتابوں میں بھی تحریف کی روایات پائی جاتی ہیں، بالکل ایسا ہے جیسا کہ قادیانی اپنے دجل وتلبیس سے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ اجراءِ نبوت کی باتیں تو مرزا قادیانی سے پہلے بھی اہل علم کے ہاں ہوتی رہتی تھیں۔ لہٰذا ان خیانت سے لبریز سطور کی بالکل کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ہم پوری تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر اپنی بحث ریکارڈ میں لاچکے ہیں کہ اہل سنت کی کتابوں میں جو روایات ہیں وہ فقط اصحاب نبی ﷺ کے ذاتی نسخوں میں موجود تفسیری نوٹ اور اختلافِ قراۃ پر مبنی ہیں نہ کہ تحریف وترمیم پر دلالت کرتی ہیں، اس لیے مولانا سید محمد جعفر صاحب زیدی نے ایک شیعی کے سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ ''سُنی اصطلاح میں ان تغیرات کو اختلافِ قرأت کہا گیا ہے۔'' (ماہ نامہ پیام عمل لاہور، صفحہ نمبر ۲۱، جولائی ۱۹۷۸ء)

جب کہ اس کے برعکس امامیہ کا کھلا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کی ترتیب کو بدل ڈالا، کئی آیات نکال دیں اور کئی از خود شامل کر دیں، کیونکہ بقول روافض، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب جمع قرآن کے وقت صاف نہ تھے ''العیاذ باللہ'' چنانچہ امامی فرقہ کے مولانا غلام محمد جعفری نے ازواجِ مطہرات پر قلم درازی کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''صاف مطلب ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کو جمع کر کے ترتیب دیا تھا، اُن کے دل میں زیغ تھا، دانستا یہ کارروائی کی گئی کہ مکی آیات کو مدنی اور مدنی آیات کو مکی آیات میں گڈمڈ کر دیا تاکہ لوگ حقیقت پانے میں متردد ہو جائیں۔''

(تسویہ مابین سُنی وشیعہ، صفحہ نمبر ۶۷، ناشر دارالتبلیغ اسلامی، مدرسۃ کلیۃ النجف، نارنگ، چکوال)

ہم سمجھتے ہیں کہ امامی ترجمان نے اپنے مضمون میں جو فخرِ اہل سنت علامہ بحرالعلومؒ کے الفاظ

''بعض شیاطینھم'' نقل کیے ہیں، وہ برمحل اور برموقع ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ موصوف نے اپنی تحریفی ٹولی کے لیے علامہ بحر العلومؒ کے ان الفاظ کو اپنے قلم سے درج کر کے گویا تسلیم کر لیا ہے کہ ''شیاطین'' کو اگر پرکھنا ہو تو زیادہ تگ و دو کی ضرورت نہیں ہے، پس روافض کی کتب پڑھ کر بآسانی ان کا کھوج لگایا جاسکتا ہے۔

امامی ترجمان چونکہ مبہوت اور لاجواب ہو چکے ہیں، اس لیے وہ اب اپنے منہ سے تو کچھ کہنے سے رہے، مگر اس کا کیا کیجیے کہ مایوسی، شکست اور ''سیاہ جھوٹ'' کی بدبو ان کے قلم سے محسوس ہو رہی ہے۔

یہ کیونکر کہوں پی نہیں تو نے واعظ　　　کہ منہ سے تو مے کی بھبک آ رہی ہے

چنانچہ موصوف کی سطر بہ سطر تضاد بیانیوں کا یہ عالم ہے کہ خود انہیں خبر نہیں کہ وہ دلیل کون سی پیش کر رہے ہیں؟ نتیجہ کیا نکل رہا ہے؟ اور استدلال کا منشاء و محور کیا ہے؟

مثلاً وہ رقمطراز ہیں:

''پس معلوم ہوا کہ کفر کا فتویٰ جاری کرنا بے احتیاطی اور اہل سنت اصولوں سے ناواقفیت و جہالت کی دلیل ہے، البتہ بحر العلوم نے تحریف قرآن کے قائلین کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں، لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر بجا ہے کہ جس طرح شیعہ کتب میں جہاں اس بابت روایات موجود ہیں، اسی طرح اہل سنت کے ہاں بھی تحریف قرآن سے متعلق کثیر تعداد میں روایات پائی جاتی ہیں، اگرچہ بحر العلوم نے شیعہ کے بعض علماء کی طرف ''ذھب من القرآن کثیر'' کے الفاظ منسوب'' کیے ہیں تو سنی کتب میں بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ تاہم یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جمہور شیعہ موجود قرآن کو ہی قرآن تسلیم کرتے ہیں''۔ (ماہ نامہ العارف، صفحہ نمبر ۴۳، اکتوبر ۲۰۱۴ء)

جب آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ علامہ بحر العلومؒ نے قائلین تحریف کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں (اگرچہ ''فمن قال بھذا القول فھو کافر'' کا معنیٰ ''الفاظ کی سختی'' کرنا بجائے خود مضحکہ خیز ہے) مگر ہم اس میں موصوف کو واقعی معذور اور قابل رحم سمجھتے ہیں کہ اگر وہ اس کا لفظی معنیٰ درج کر دیتے تو اپنی رہی سہی ساکھ سے بھی محروم ہو جاتے، کیونکہ ٹوٹا بازو اُلٹا اپنی ہی گردن کو آتا ہے۔ تو اب علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کے متعلق آپ کے رکیک و خسیس الفاظ، آپ ہی کی طرف لوٹ چکے ہیں، کیونکہ آفتاب نصف النہار کی طرح عیاں ہے کہ روافض ہی تحریف قرآن مجید کے قائل ہیں، بلکہ

قرآن پاک جمع کرنے والی مطہر جماعت کے ''ایمان'' کے ہی قائل نہیں ہے۔ فلہٰذا علامہ بحرالعلومؒ کی کتابوں ''فواتح الرحموت'' اور ''رسائل ارکان'' وغیرھما کی عبارتیں دے کر آپ نے جو پناہ گاہ اور کمین گاہ تلاش کی تھی، وہ آپ کے اپنے ہاتھوں زمین بوس ہوگئی۔ رہا یہ کہنا کہ ''ہم اسی قرآن کو ہی قرآن تسلیم کرتے ہیں'' تو ہم نے کب کہا کہ آپ یوں نہیں کہتے؟ ذرا یہ فرمایئے کہ جو اس قرآن مجید میں کمی بیشی کے قائل ہوگزرے ہیں، یا آج موجود ہیں، وہ قائل تحریف ہو کر مومن رہے ہیں یا ایمان اُن سے خارج ہو چکا؟

بات تو جب ہے کہ وہ ہوں سرِ محفل بیتاب

ہمارا دعویٰ ہے کہ فقط ہمارے مخاطب موصوف ہی نہیں، امامی کائنات کا ہر مجتہد اور ذاکر زمین میں گڑ جائے گا، مگر مذکورہ الفاظ کہنے یا لکھنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی جنتی اور پاکیزہ جماعت کی سرعام تکفیر کرنے والا یہ تکفیری گروہ، قرآن مجید میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر کرنے کی جرأت نہیں کر پا رہا؟ اور یہ مطالبہ سنتے ہی ان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

مصحفی آیا جو وہ کل بزم میں

اپنے تو اوسان خطا ہو گئے

اب قدرے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے کہ بحرالعلومؒ مندرجہ عبارات کا جو مفہوم امامی ترجمان اپنی تائید میں پیش کر رہے ہیں، وہ اپنی اصلیت کے اعتبار سے الزامی یا تحقیقی دلیل بنتی بھی ہے یا نہیں؟ علاوہ ازیں بحرالعلومؒ روافض سے کسی قدر متنفر رہے اور ان کے ہاتھوں اُنہیں زندگی بھر کن حالات کا سامنا رہا؟ یہ بھی پڑھتے جایئے! اس کے بعد ہم ان شاء اللہ اگلے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں۔ (جاری ہے)

اللہ تعالیٰ کا خوف

☆ اللہ کا خوف علم کا سرچشمہ ہے۔ ☆ اللہ کا خوف بدی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ☆ اللہ کا خوف حکمت کا آغاز ہے۔ ☆ اللہ کا خوف عمر کی درازی بخشتا ہے۔ ☆ اللہ کا خوف حیات کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ☆ اللہ کا خوف ایمان کی علامت ہے۔

[کنزِ مدفون] ترتیب و املاء و حواشی: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مکاتیبِ قائد اہل سنت

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر و توبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین و مریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسبِ ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

بنام مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ

(۱۹۴) جناب محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حاجی اشفاق صاحب جو پیغام لائے تھے وہ تحریر ارسال کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ آمین۔ واپسی پر اترنے کا ارادہ تھا لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے سیدھا جہلم چلا آیا۔ برادرم مختار صاحب بھی منتظر رہے ہوں گے، ان سے بھی بعد سلام مسنون یہی عرض ہے کہ ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ اپنے دوا خانہ میں لگے رہیں۔ ''آفتاب ہدایت'' کی تکمیل کی بھی کوشش کریں اور مزید رقم جہلم سے منگوالیں۔ بندہ ہفتہ کو میانوالی کے دورہ پر چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

مدنی جامع مسجد، یوم الخمیس، ۱۱، اگست ۱۹۶۷ء

---

(۱۹۵) برادرم محترم زید مجدہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ ملا، حق تعالیٰ قلبی مرض سے آپ کو شفاء کامل عطا فرمائیں۔ آمین۔ تدریس میں بھی بہت حرج ہوتا ہوگا۔ بہرحال جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اُسی میں خیر ہے۔

حافظ محمد نسیم گھر چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں۔ آمین۔ مقدمہ میں پوری کوشش کریں اور احباب کو تاکید کریں، پہلے بھی انہوں نے غفلت سے کام لیا ہے۔ حق تعالیٰ نصرت عطا فرمائیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۔۱۸، اکتوبر کو وفاق المدارس کا ملتان میں اجلاس ہے۔ اس میں مَیں نے ان شاء اللہ حاضر ہونا ہے۔ اس وقت شاید لاہور حاضر ہونے کا موقع مل سکے۔ احباب سے سلام عرض کردیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ، چکوال

۱۹۵۹ء، تاریخ ؟؟؟

---

(۱۹۶) جناب محترم سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ میں نے خط کے ذریعہ اطلاع دی تھی کہ ۲۷ یا ۲۸ ستمبر کو حاضر ہوں گا۔ آج جہلم میں تاریخ مقدمہ تھی۔ آئندہ تاریخ ۱۱، اکتوبر مقرر ہوئی ہے۔ بعض وجوہ سے اب پروگرام تبدیل کردیا گیا ہے۔ اب ۱۱، اکتوبر کے بعد ہی غالباً حاضر ہوسکوں گا۔ اچھرہ وغیرہ کے احباب کو اطلاع کردیں۔ آج آپ کے نام تار بھی ارسال کردیا ہے۔ آپ اپنی صحت کے بارے میں لکھیں۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔

خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

بروز شنبہ، تاریخ ؟؟؟

---

(۱۹۷) برادر محترم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آپ کا جواب ابھی مجھے موصول نہیں ہوا،

اب رات کو یہاں خانپور میں پہنچا ہوں ۔ آج رات کو ہی واپس جاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔ آپ کی تقریر کا پروگرام پہلے دن بروز بدھ، بعد نماز ظہر ہے۔ بروقت پہنچ جائیں۔ والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

حال وارد خانپور، ۲۶، رجب ۱۹۶۸ء

---

(۱۹۸) جناب محترم سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ ملا۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی ہے۔ مبارک ہو۔ بندہ بخریت ہے۔ ذکر میں ہمت سے کام لیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اتباع سنت اور ذکرِ دوام نصیب فرمائیں۔ آمین۔ والسلام، مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی کی طرف سے بھی آپ کو مبارک باد ہو۔

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

از جہلم، تاریخ وسن ؟؟؟

---

(۱۹۹) جناب محترم سلمہٗ

السلام علیکم ورحمت اللہ۔ عنایت نامہ ملا، طالب خیر، بخیر ہے۔ آئندہ ہفتہ اور اتوار کا پروگرام ملک صاحب کے لیے تجویز کر دیا گیا ہے لیکن اپنے علاقہ میں ایک ضروری جلسہ رکھنا ہے۔ وہ ہفتہ یا اتوار کو ہوگا۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں انشاء اللہ پیر کو حاضر خدمت ہوں گا۔

ملک صاحب کو اطلاع دے دیں۔ حافظ محمد طیب صاحب کو بھی سلام عرض کر دیں۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہ

۱۸، شعبان، بمطابق، ۱۰ نومبر ۱۹۶۸ء

وہ پروانے محمدؐ کے

حضرت سیدنا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب

متمم بن نویرہ عرب کا نامور مرثیہ گو گزرا ہے، ان کے بھائی مالک بن نویرۃ قتل ہو گئے تو متمم نے وہ غضب کا مرثیہ کہا کہ ہر سننے والے پر ایک قیامت برپا ہو گئی، متمم کے اشعار سن کر ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل غمزدہ ہو جاتا، چند اشعار آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

لقد لامني عند العبوز علي البكاء رفيقي لتذراف الدموع السوافك

فقال اتبكي كل قبر رايته لقبر ثوى بين اللواء فالدكادك

فقلت ان الاسى يبعث الاسى فدعني فهذا كله قبر مالك

ترجمہ: قبروں کے پاس میرے بہتے آنسو دیکھ کر میرے دوست نے ملامت کرتے ہوئے کہا تم لواء ،ثوی اور دکادک (نامی مقامات) کی قبریں دیکھ کر کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا ایک غم دوسرے غم کی یاد تازہ کر دیتا ہے (میری نظروں میں) یہ ساری قبریں مالک کی ہی قبریں ہیں (البدایہ والنہایہ)

حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطابؓ نے بھی متمم بن نویرہ سے وہ قصیدہ سنا جو اس نے اپنے بھائی پر کہا تھا اور سن کر فرمایا لو كنت احسن الشعر لقلت في اخي زيد مثل ما قلت في اخيك ''اگر مجھے اشعار کہنا آتے تو میں بھی اپنے بھائی زید کا ویسا ہی مرثیہ کہتا جیسا تو نے اپنے بھائی مالک کا کہا ہے'' متمم نے جواب دیا لو ان اخي ذهب على ما ذهب عليه اخوك ما حزنت عليه ''جس شان اور راستہ پر آپ کے بھائی جان سے گزرے ہیں اگر میرے بھائی بھی اسی راہ پر مارے جاتے تو مجھے غمزدہ ہونے کی کیا ضرورت تھی؟'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ما عزاني احد باحسن مما عزيتني به ''میری تعزیت جس طرح آپ نے کی ہے ایسی تعزیت کسی نے نہیں کی''۔

حضرت سیدنا زید بن خطابؓ حضرت عمرؓ کے بھائی ہیں، دونوں کے والد خطاب بن نفیل ہیں البتہ دونوں کی والدہ الگ الگ ہے، حضرت عمرؓ کی والدہ کا نام حنتمہ تھا جبکہ حضرت زید بن خطاب کی والدہ کا نام اسماء بنت وہب تھا، حضرت زیدؓ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی، آپؓ مہاجرین اولین میں سے تھے، حضرت عمرؓ سے عمر میں بھی بڑے تھے اور اسلام بھی حضرت عمرؓ سے پہلے قبول فرمایا ،مواخات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ اور حضرت سعد بن عدیؓ کو باہم بھائی بنایا، آپؓ طویل قامت اور گندمی رنگ کے تھے، بدر واحد اور دیگر تمام معرکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے،

۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں شہادت کے مقام پر فائز ہوئے، جنگ یمامہ میں اسلامی لشکر کا جھنڈا آپؓ کے ہی پاس تھا، آپؓ گھمسان کی لڑائی میں علم تھامے آگے ہی بڑھتے رہے یہاں تک کہ دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور جان جانِ آفریں کے سپرد کردی، مرتدین کے ایک بڑے کمانڈر رحال بن عنفوہ کو آپؓ نے ہی قتل کیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، جماعت میں رحال بن عنفوہ بھی موجود تھا، اسی موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان فیکم لرجلا ضرسہ فی النار مثل احد " تم میں ایک آدمی ایسا ہے جس کے جہنم کے اندر احد پہاڑ کے برابر دانت ہوں گے"۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تمام حضرات وفات پاگئے ،صرف میں اور رحال باقی بچ گئے اور میں مسلسل خوفزدہ رہا یہاں تک کہ رحال مرتد ہوکر مسیلمہ کذاب کے پاس چلا گیا اور اس جھوٹے مدعی کی نبوت تسلیم کرلی اور حضرت زید بن خطابؓ کے ہاتھوں مارا گیا اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔

بعض روایات میں آتا ہے ابو مریم حنفی نے حضرت زیدؓ کو شہید کیا تھا، بعد میں ابو مریم بھی مخلص مسلمان بن گئے ،ابو مریم نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ سے کہا یا امیر المؤنین ان اللہ اکرم زیدا بیدی ولم یھنی بیدہ "اللہ تعالی نے میرے ہاتھوں حضرت زیدؓ کو عزت دی (کہ وہ شہادت کے منصب پر فائز ہوئے) اور ان کے ہاتھوں مجھے اللہ تعالی نے ذلیل نہیں کیا (کہ میں اگر ان کے ہاتھوں مارا جاتا تو کفر کی حالت پر مرتا اور ہمیشہ کیلئے ذلیل ہوجاتا)۔

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ اپنے بھائی کی شہادت پر بہت مغموم رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ما ھبت الصبا الا وانا اجد فیھا ریح زید "جب باد صبا چلتی ہے تو اس سے زید کی مہک آتی ہے اور میں زید کی خوشبو محسوس کرتا ہوں"۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں حضرت عمرؓ نے اپنے بھائی حضرت زید سے کہا: آپ میری زرہ لے لیں: حضرت زید نے فرمایا، انی ارید من الشھادۃ ما ترید "جس شہادت کے آپ متمنی ہیں میں بھی اسی شہادت کا آرزومند ہوں" پھر وہ زرہ دونوں نے چھوڑ دی۔

جب حضرت زیدؓ کی شہادت کی خبر حضرت عمرؓ کو ہوئی تو آپؓ نے فرمایا رحم اللہ اخی سبقنی الی الحسنیین اسلم قبلی واستشھد قبلی "اللہ تعالیٰ میرے بھائی پر رحم فرمائے وہ دو چیزوں میں مجھ پر سبقت کر گئے (۱) اسلام مجھ سے پہلے قبول فرمایا (۲) شہادت کا مرتبہ بھی مجھ سے پہلے پاگئے۔ (الاستیعاب ،اسد الغابہ ج۲، الاصابہ ج۲) رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ

مقالات ومضامین

ماہ صفر میں بدعات کی حقیقت

حضرت مولانا عبدالستار صاحب

دین سے دوری نے امت کو نہ صرف طرح طرح کے فتنوں میں مبتلاء کر دیا ہے بلکہ اسی دوری کے باعث لوگوں کی اکثریت مختلف توہمات، جاہلانہ نظریات اور نحوست جیسے من گھڑت عقائد میں بتلا ہوچکی ہے۔قارئین کرام! ماہ صفر سے متعلق بھی بہت سے مسلمان گھرانوں میں عجیب نظریات پائے جاتے ہیں، یہ زمانہ جاہلیت سے منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ جاہلیت کے زمانے میں لوگ اس ماہ میں خوشی کی تقریبات (شادی، بیاہ اور ختنہ وغیرہ) قائم کرنا منحوس سمجھتے تھے مگر صد افسوس کہ یہی نظریہ نسل در نسل اب تک چلا آرہا ہے حالانکہ حضور ﷺ نے صریح الفاظ میں اس مہینے میں پائے جانے والے توہمات کی تردید فرما دی اور ارشاد فرمایا کہ: ایک شخص کی بیماری کا دوسرے کو لگ جانا، ماہ صفر (میں نحوست ہونے کا عقیدہ) اور ایک مخصوص پرندے کی بدشگونی سب بے حقیقت باتیں ہیں۔

ماہ صفر کے حوالے سے نحوست والے عقیدہ کو پروان چڑھانے کے لیے دشمنانِ اسلام نے حضور ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی روایات پھیلانے جیسے مکروہ اور گھناؤنے افعال سے بھی دریغ نہیں کیا، ذیل میں ایک ایسی ہی من گھڑت روایت تحریر کی جاتی ہے، وہ یہ ہے من بشرنی بخروج صفر، بشرته بالجنة (یعنی جو مجھے صفر کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت کی خوشخبری دوں گا)۔ اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اس باطل نظریے کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں، شیخ الاسلام محمد بن علی الشوکانی فرماتے ہیں من بشرنی بخروج صفر، بشرته بالجنة، قال الصغانی موضوع اور فتاویٰ عالمگیری میں ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ماہ صفر میں سفر کرنا، نکاح کرنا اور اپنی بیویوں کے پاس جانا درست نہیں سمجھتے،

نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کو جو مجھے صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اسے جنت کی خوشخبری دوں گا سے دلیل پکڑتے ہیں، کیا یہ حدیث سند کے اعتبار سے صحیح ہے؟ اور کیا اس مہینے میں نحوست ہوتی ہے؟ تو جواب میں کہا گیا کہ ماہ صفر کے بارے میں جو باتیں مشہور ہیں وہ صرف اہل نجوم کے ہاں پائی جاتی تھیں، جسے وہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے حالانکہ یہ صاف اور کھلا ہوا جھوٹ ہے (جلد ۵، ص ۴۶۱)۔

محدثین کی تصریحات کے مطابق مذکور حدیث موضوع اور من گھڑت ہے، لیکن اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو بھی اس حدیث سے ماہ صفر کے منحوس ہونے پر دلیل پکڑنا درست نہیں ہے بلکہ اس صورت میں اس کا صحیح مطلب اور مصداق یہ ہوگا کہ چوں کہ سرکار دو عالم ﷺ کا ربیع الاوّل میں وصال ہونے والا تھا اور آپ ﷺ کو اپنے رب عزوجل سے ملاقات کا بے حد شوق تھا، اس لیے ربیع الاول کے شروع ہونے کا انتظار تھا۔ چنانچہ اس شخص کے لیے آپ نے جنت کی بشارت کا اعلان فرمادیا جو ماہ صفر کے ختم ہونے (ربیع الاول شروع ہونے) کی خبر لے کر آئے۔

ماہ صفر کے بارے میں لوگوں میں مشہور غلط عقائد و نظریات میں ایک اس مہینے کے آخری بدھ کا نظریہ بھی ہے کہ اس بدھ کو نبی اکرم ﷺ کو بیماری سے شفا ملی اور آپ نے غسل صحت فرمایا، اس خوشی میں مٹھائیاں بانٹی جاتی ہیں، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور بہت سے علاقوں میں تو اس دن خوشی میں روزہ بھی رکھا جاتا ہے اور خاص طریقے سے نماز بھی پڑھی جاتی ہے جو بالکل خلاف حقیقت اور خلاف واقعہ بات ہے۔ اس دن نبی کریم ﷺ کے مرض وفات کی ابتداء ہوئی تھی نہ کہ انتہاء اور شفاء۔ یہ افواہ اور جھوٹی خبر دراصل یہودیوں کی طرف سے آپ کی مخالفت میں آپ کے بیمار ہونے کی خوشی میں پھیلائی گئی اور مٹھائیاں تقسیم کی گئی تھیں۔ اس باطل نظریے کی تردید میں حضرت مولانا مفتی شفیع رحمہ اللہ امداد المفتین میں صفر کے آخری بدھ کے روزے کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس (روزہ) کو خاص طور سے رکھنا اور ثواب کا عقیدہ رکھنا بدعت اور ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کسی ایک ضعیف حدیث میں (بھی) اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان و فساد اور بدعت ہونے کی۔

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا خلاف اسلام عقیدہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اس ماہ مبارک میں نہ تو آسمان سے بلائیں اترتی ہیں اور نہ اس کے آخری بدھ کو اوپر جاتی ہیں اور نہ حضور ﷺ کو اس دن مرض سے شفاء یابی نصیب ہوئی، بلکہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ چہارشنبہ (بدھ) کے روز آنحضرت ﷺ کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن مسلمانوں کے لیے تو خوشی کا ہے ہی نہیں البتہ یہود وغیرہ کے لیے شادمانی کا دن ہوسکتا ہے۔

اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق من بشرنی بخروج صفر، بشرته بالجنة والی روایت ثابت نہیں ہے بلکہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ اس کو بیان کرنا اور اس کے مطابق اپنا ذہن وعقیدہ رکھنا جائز نہیں، نیز ماہ صفر کے آخری بدھ کی بھی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس دن نبی کریم ﷺ کو بیماری سے شفاء ملنے والی بات بھی جھوٹی اور دشمنانِ اسلام یہودیوں کی پھیلائی ہوئی ہے۔ لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم خود بھی اس طرح کے توہمات ومنکرات سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس طرح کی خرافات سے بچانے کی کوشش کریں۔

دوست اور ہم نشین

☆ جس قسم کے لوگوں کی صحبت اختیار کرو گے، اسی طرح کے اثرات تم میں پیدا ہوں گے۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

☆ اس سے دوستی کرو جو نیکی کر کے بھول جائے (حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ)

☆ جو دوست تمہارے مشکل وقت میں کام نہ آئے، اس سے بچو، کیونکہ وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ (امام غزالی رحمہ اللہ)

☆ مجھے ایسے دوست کی دوستی پسند نہیں جو میری باتوں کو اچھا کہے، میرے عیب کو ہنر جانے، میرے کانٹے کو گلاب اور موتیا کا نام دے۔ (حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ)

گوشہ خواتین

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب ڈیروی

① حضرت خدیجہؓ وہ واحد صحابیہ ہیں۔ جنہوں نے عورتوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب عورت ہے، جو حضور ﷺ کے ساتھ مل کر سب سے پہلے نماز پڑھنے والی تھیں۔ (خزینہ معلومات)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وہ زوجہ مطہرہ ہیں، جن کی موجودگی میں حضور ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ (خزینہ معلومات)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ واحد حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، جن کا ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے انتقال ہوا (خزینہ معلومات)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جو سب سے پہلے حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں (خزینہ معلومات)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں جن کی نماز جنازہ حضور ﷺ نے نہیں پڑھائی۔ حالانکہ ان کا انتقال آپ ﷺ کے سامنے ہوا تھا۔ (اس وقت تک نماز جنازہ فرض نہیں ہوئی تھی) (خزینہ معلومات)۔

② حضرت عائشہؓ حضورؐ کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جو کنواری آپ کے عقد میں آئیں۔

حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کی وہ واحد زواجہ مطہرہ ہیں، جن کے حجرہ میں حضورؐ کا انتقال ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جن کی اوڑھنی سے غزوۂ بدر میں اسلامی پرچم بنایا گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جن کے بستر میں حضور ﷺ پر وحی مبارک نازل ہوا کرتی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جنہوں نے ایک اسلامی گھرانے میں آنکھ کھولی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جنہوں نے کندھے پر مشک لٹکا کر غزوۂ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلایا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جب کفار نے ان کے بارے میں الزام تراشیاں شروع کیں تو اس موقع پر اللہ رب العزت نے سورۃ نور نازل فرما کر ان کی عصمت و عفت کو ثابت فرمایا اور ان کی برات کی گواہی دی۔

حضرت عائشہؓ وہ واحد خوش نصیب زوجہ مطہرہ ہیں، جن کے حجرے میں حضورؐ مدفون ہوئے۔

۳ حضرت سودہؓ وہ واحد حضورؐ کی زوجہ مطہرہ ہیں، جو سب سے زیادہ طویل القامت تھیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وہ واحد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں جن کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا سوائے ان کے کسی اور عورت کو دیکھ کر میرے اندر یہ خواہش پیدا نہ ہوئی کہ ان کے جسم میں میری روح ہوتی۔ (خزینہ معلومات)۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جو بوقت نکاح تمام امہات المومنین میں سے سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھیں۔

حضرت سودہؓ حضورؐ کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جن کی عمر نکاح کے وقت حضورؐ کے برابر تھی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اُمہات المومنین میں سے وہ واحد ہیں، جنہوں نے اپنے محبوب (حضور) کی محبوبہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو ترجیح دے کر اپنی باری اُن کو دیدی تھی۔

۴ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کے پاس پہلی بار لکھی ہوئی صورت میں قرآن مجید رکھوایا گیا تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جو فن کتابت میں مہارت رکھتی تھیں (سیرت النبی کوئز)۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حفصہؓ کی شادی اس شخص سے ہوگی جو عثمانؓ سے بہتر ہے اور عثمان کی شادی اس لڑکی سے ہوگی جو حفصہؓ سے بہتر ہے (سیرت النبی کوئز)

نوٹ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کا رشتہ حضرت عثمانؓ سے کرنا چاہا تو حضرت عثمان نے انکار کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حفصہؓ کا نکاح اس شخص سے ہوگا جو عثمانؓ سے بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا جو یقیناً حضرت عثمانؓ سے بہتر ہیں۔

⑤ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت کی مدت تمام اُمہات المومنین میں سب سے کم ہے۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کی نماز جنازہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جن کا اُمہات المومنین میں اُم المساکین لقب تھا۔

⑥ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اُمہات المومنین میں سے سب سے پہلے فوت ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جس نے اُمہات المومنین میں سے سب سے پہلے واقعہ افک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک دامن ہونے کی گواہی دی تھی۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ واحد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، جن کی وفات پر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ وہ نیک بخت بے مثل خاتون چلی گئیں جو یتیموں اور بیواؤں کو بے چین کر گئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ واحد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں، جن کی رخصتی کے موقع پر

پردے کا حکم نازل ہوا تھا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کو فن دباغت میں مہارت حاصل تھی (سیرت النبی کوئز)۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خصوصیات کا حامل تھا۔

① پردے کا حکم ہوا۔ ② اللہ نے حضرت زینب کا نکاح وحی کے ذریعے کیا۔ ③ جاہلیت کی رسم کا خاتمہ ہوا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کا درجہ حاصل ہے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن کا نکاح آسمانوں پر ہوا۔ اس نکاح کا تذکرہ قرآن میں ہوا۔ فلمّا قضی زیدٌ منها وطرًا زوّجنکها۔

⑦ حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جن کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ میں نے ان سے زیادہ برکت والا نہیں دیکھا۔

حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جنہوں نے جنگ یرموک میں شرکت کی تھی۔

⑧ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جو اگرچہ مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔ لیکن جنت البقیع میں دفن نہیں۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں۔ جس کا نکاح شاہ حبشہ نجاشی نے خود پڑھایا۔ خود ہی سارا خرچہ برداشت کیا۔

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے موقع پر فرمایا تھا۔ یارسول اللہ کاش آپ کی بیماری مجھے ہوجاتی (سیرت النبی کوئز)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا وہ واحد اُمہات المومنین میں سے ہیں، جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نکاح ہوا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے نکاح نہیں کیا (سیرت النبی کوئز)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ واحد زوجہ مطہرہ ہیں، جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں (سیرت النبی کوئز)۔

دلچسپ معلوماتِ قرآنی

حافظ اسامہ محبوب الٰہی، ادارہ علوم اسلامی۔ اسلام آباد

☆ قرآن پاک میں کل تین لاکھ تیس ہزار سات سو ساٹھ (۳۳۰۷۶۰) حروف آئے ہیں، اگر ان کو دس سے ضرب دیا جائے تو کل تعداد تینتیس لاکھ سات ہزار چھ سو (۳۳۰۷۶۰۰) ہوگی، اسی طرح قرآن پاک کو ایک مرتبہ پڑھنے سے انسان اس قدر نیکیاں اور درجات حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ پورا قرآن پاک ۲۳ سال، ۸ ماہ اور ۱۴ دن میں نازل ہوا۔

☆ اس میں پانچ سو اٹھاون (۵۵۸) رکوع، ستتر ہزار چار سو انتالیس (۷۷۴۳۹) کلمات، ایک سو چودہ سورتیں، سات منزلیں، چودہ آیات سجدہ اور تیس پارے ہیں۔

☆ آیات کی تعداد مشہور قول کے مطابق چھے ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) ہے جب کہ دوسرا قول ۶۲۳۹ آیات کا ہے۔

☆ آیت الکرسی آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور یہ اہتمام اس آیت مقدس کی عظمت وجلالت کے سبب سے تھا۔

☆ قرآن کریم میں اللہ کا لفظ ۲۶۹۸ بار، رحمٰن کا لفظ ۵۷ بار اور رحیم ۱۱۴ بار آیا ہے۔

☆ حضرت مریم وہ واحد خاتون ہیں جن کا نام قرآن پاک میں آیا ہے اور آپ کے نام پر سورہ مریم آئی ہے۔

☆ قرآن پاک میں ۲۵ نبیوں کا ذکر آیا ہے اور چھ نبیوں کے نام پر سورتیں ہیں (سورۃ یونس، سورہ ابراہیم، سورہ یوسف، سورہ محمد، سورہ نوح اور سورہ ہود)۔

☆ قرآن مجید کی جملہ ۱۱۴ سورتوں میں سے ۸۶ مکی ہیں اور ۲۸ مدنی ہیں۔

☆ بہ اعتبار نزول، قرآن کی پہلی سورہ سورہ علق اور آخری سورہ النصر ہے۔

☆ مکہ مکرمہ میں پہلی سورۃ العلق اور آخری سورۃ المطففین نازل ہوئی۔

☆ مدینہ منورہ میں پہلی سورۃ البقرہ اور آخری سورۃ النصر نازل ہوئی۔

☆ قرآن کریم کی سب سے بڑی سورہ سورۃ البقرہ اور سب سے چھوٹی سورہ سورہ الکوثر ہے۔

☆ قرآن پاک میں چودہ حروف مقطعات ہیں اور ۲۹ سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے۔

☆ قرآن کا دل یٰسین کو اور عروس القرآن سورہ رحمٰن کو کہا جاتا ہے۔

☆ قرآن مجید میں سورہ طواسین کی تعداد (جن کی ابتداء طس سے ہوئی ہو) کل تین ہے۔ (سورہ النمل، سورۃ القصص اور سورۃ الشعراء)

☆ قرآن مجید میں سورہ حوامیم (جن کی شروع حم سے ہوئی ہو) کل سات ہے۔ (سورہ احقات، سورۃ دخان، سورہ مومن، سورہ سجدہ، سورہ شوریٰ، سورۃ زخرف اور سورہ الجاثیہ)۔

☆ سورہ توبہ ایسی سورہ ہے جس کے شروع میں بسم اللہ نہیں۔

☆ سورہ النمل میں بسم اللہ دو مرتبہ آئی ہے۔

☆ قرآن مجید میں تقریباً ۹۹ آیات ایسی ہیں جو ختم نبوت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

☆ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وہ واحد خوش نصیب صحابی ہیں، جن کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔

☆ آیت کے لیے گول نشان ابوالاسود الدولی نے مقرر کیا تھا۔

☆ حجاج بن یوسف نے قرآن مجید میں زبر، زیر اور پیش یعنی اعراب لگوائے تا کہ غیر عرب اسے آسانی سے پڑھ سکیں۔

☆ قرآن حکیم میں سات سو مرتبہ نماز پڑھنے اور ایک سو پچاس دفعہ خیرات کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

☆ قرآن مجید میں چار مساجد (مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد ضرار اور مسجد قبا) کا ذکر آیا ہے۔

☆ قرآن کریم میں تین ایسے نیک افراد کا نام آیا ہے جو پیغمبر نہیں تھے۔ حضرت لقمان، ذوالقرنین اور عزیز مصر۔ ان کے علاوہ حضرت خضر کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل میں آیا ہے، ان کے نبی ہونے نہ ہونے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

☆ قرآن مجید میں سب سے زیادہ دہرائی جانے والی آیت سورہ رحمٰن کی فبای الاء ربکما

تکذبان ہے۔ جو ۳۱ مرتبہ دہرائی گئی ہے۔

☆ قرآن مجید میں جانوروں میں سے اونٹ، گائے، دنبہ، بھیڑ، بکری، گھوڑا، خچر، بھیڑیا، ہاتھی، کتا، بندر اور خنزیر کا ذکر آیا ہے۔

☆ پرندوں میں سے سلویٰ، کوے اور ہدہد کا ذکر ہے۔

☆ حشرات الارض میں سے شہد کی مکھی، چیونٹی، مکھی، مچھر اور گھن (دیمک) کا ذکر ہے۔

☆ پانی کے جانوروں میں مچھلی کا تذکرہ ہے۔

☆ ترکاری اور پھلوں میں لہسن، پیاز، جامن، کھجور، زیتون، انگور، انار اور انجیر کا ذکر آیا ہے۔

☆ قرآن مجید میں چھ فرشتوں جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، رعد، ہاروت اور ماروت کا ذکر آیا ہے۔

☆ قرآن میں سات بڑے کافروں کے نام آئے ہیں۔ یعنی شیطان، سامری، ابولہب، آذر، فرعون، ہامان، قارون۔

☆ مشہور یورپی صحافی اور فلسفی لیوپولڈ ویس (محمد اسد) سورۃ تکاثر کا ترجمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے تھے۔

علم کا ادب

خلیفہ مہدی عباسی کے بیٹے نے قاضی شریک رحمہ اللہ سے کھڑے کھڑے ایک حدیث پوچھی۔ انہوں نے بالکل توجہ نہ دی۔ شہزادہ بولا: ”آپ ہماری توہین کرتے ہیں۔“ قاضی صاحب نے کہا ”تمہاری توہین نہیں کرتا، ہاں علم کی ناقدری نہیں کرتا۔“ شہزادہ فوراً سمجھ گیا اور دوزانو بیٹھ کر حدیث پوچھنے لگا۔ قاضی شریک بولے: ”ہاں! علم تو اس طرح حاصل کیا جاتا ہے۔“

نئے اُفق

ازقلم: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

تبصرہ کتب

کتاب کا نام .... سیرت وسوانح امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ

تالیف .... حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب مدظلہ

پیش لفظ .... مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی

صفحات ۵۴۴

یہ کتاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی سیرت وسوانح پر لکھی گئی ہے۔ جو درجنوں کتابوں کے مصنف مولانا عبدالمعبود صاحب کا قلمی شاہکار ہے۔ حضرت امام لاہوری رحمہ اللہ کے حالات زندگی پر اب تک بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ ضرورت تھی کہ اب تک کی مطبوعات میں سے ثقہ، معتبر اور اہم معلومات کو الگ سے یکجا کر دیا جاتا، تاکہ قارئین بجائے مختلف کتابوں کی تلاش، مطالعہ اور جستجو کے زیادہ تر مواد ایک کتاب ہی سے حاصل کر سکتے، اللہ تعالیٰ مولف کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ کتاب ہذا کو تیرہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس میں ولادت، تعلیم، تدریس، فروغ علوم و معارف، سیاسیات کے مختلف ادوار، مکارمِ اخلاق، تصوف وسلوک اور خطبات، ملفوظات نیز مکتوبات کا ایک خاصہ ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے تاہم افسوس کی بات یہ ہے کہ تصحیح کا مکمل اہتمام نہیں کیا گیا۔ القاسم اکیڈمی کی مطبوعات کی یہ خاصیت ہے کہ ان میں کمپوزنگ کی اغلاط نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں۔ مگر اس میں قدرے فاش غلطیاں پا کر تعجب ہوا، مگر یہ تعجب اس وقت دور ہوگیا جب پتہ چلا کہ مولف نے از خود تصحیح کا اہتمام کر کے کتاب کی تیار شدہ ٹریسنگ اکیڈمی کے حوالہ کی، گویا اب ان اغلاط سے القاسم اکیڈمی مبرا ہے۔ اگلی اشاعت میں اس خوبصورت اور علمی کتاب کی اس کمی کو دور کر دینا چاہیے۔ کاغذ مناسب، بائنڈنگ مضبوط، سرورق خوبصورت اور قیمت بھی یقیناً مناسب ہوگی (کتاب پر درج نہیں ہے) اہل علم اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں اور اس کو اپنے کتب خانوں کی زینت بنائیں۔

کتاب کا نام .... **ذکرِ عارفؒ**

مرتب .... **پروفیسر حافظ بشیر حسین حامد**

صفحات **۲۲۰**

ناشر .... **مکتبۂ حامدیہ۔ نواں شہر ایبٹ آباد**

یہ کتاب ایبٹ آباد سے تعلق رکھنے والے، استاذ القراء قاری محمد عارف حسین رحمہ اللہ کے احوالِ زندگی پر مشتمل ہے، جوان کے لائق و فائق شاگرد جناب پروفیسر حافظ بشیر حسین صاحب حامد نے ترتیب دی ہے۔ حضرت قاری عارف حسین نے ایبٹ آباد شہر اور گردونواح میں حفاظ و قراء کی ایک بڑی تعداد پر مشتمل کھیپ تیار کی تھی، جنہوں نے آج شہر بھر میں کتاب الٰہی کے انوارات ہر سُو پھیلانے کے لیے خود کو مستعد کر رکھا ہے۔ کتاب ہذا میں مرحوم قاری صاحبؒ کی جُہدِ مسلسل، انتھک کاوشوں، اپنوں، بیگانوں کی سرد مہری، اُن کے زہد و خلاص، ایمان و ایقان اور جذبۂ قرآن کے حوالہ سے بہت ایمان افروز واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں ''تاثرات و مشاہدات'' کے تحت علاقہ کے چند اہل علم کے وہ مضامین بھی شامل ہیں، جنہوں نے حضرت قاری صاحب سے استفادہ کیا یا پھر ان کی عملی زندگی کے چشم دید گواہ رہے۔ اس باب کے اندر جناب ماسٹر غلام ربانی صاحب کا مضمون بعنوان ''اخلاص کا انمول ہیرا'' لائق مطالعہ ہے۔ ربانی صاحب اگر اپنی یادداشتوں کو ذرا تفصیل سے درج کر دیتے تو کتاب کا حُسن بڑھ جاتا۔ بہرکیف یہ کتاب تشنگانِ علم و ادب کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے، کاغذ، کمپوزنگ، ٹائیٹل، بائینڈنگ سبھی معیاری ہیں۔ البتہ کمپوزنگ کے دوران سطر بندی وغیرہ میں نفاست و ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

حافظ بشیر حسین صاحب حامد ہی کی ایک دوسری کتاب ''کتابیات'' حضرت مولانا خواجہ خان محمد بھی زیور طباعت سے آراستہ ہوئی ہے، اس کے کل ۱۱۲ صفحات ہیں اور اسے ''ادارۂ تالیفاتِ اسلامیہ'' ہری پور ہزارہ سے بہت خوبصورت معیارِ طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے، مولانا محمد اورنگزیب صاحب اعوان نے نظر ثانی کی ہے۔ اس کتاب میں حضرات خواجہ صاحب رحمہ اللہ کے اپنے مضامین، تقاریظ، مکاتیب، پند و نصائح اور خود خواجہ صاحب رحمہ اللہ کی ذات پر لکھے جانے والی اہل علم کی نگارشات، مقالات، حالات و واقعات [illegible] رسائل و جرائد کے خصوصی ایڈیشن، وغیرہم کے حوالے

سے اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے، اس میں گویا مرتب نے ایک اشاریہ ترتیب دے دیا ہے۔ اب آنے والے وقتوں میں اگر کوئی اس عنوان پر مستقل کتاب یا مقالہ لکھنے کا ارادہ کرے گا تو زیرِ تبصرہ یہ کتاب اس کے لیے ممد و معاون ثابت ہوگی۔ یہ ایک قابل قدر، لائق مطالعہ اور شاندار کاوش ہے، اس فون نمبر (۰۳۰۰-۵۲۰۳۹۸۴) ۔ یہ رابطہ کر کے یہ کتاب لی جاسکتی ہے۔ کاغذ اعلیٰ اور ڈیزائن دار، کمپوزنگ و ترتیب سلیقہ دار، سرورق جاذب نظر اور خوبصورت کتابت سے آراستہ ہے۔ علمی اور طباعتی حُسن سے آراستہ یہ کتاب کارڈ کی بجائے مجلد ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔

غلط مسائل

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ: عوام میں مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر گوشت میں ہڈی نہ ہو تو وہ مکروہ ہے، یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ: عوام میں مشہور ہے کہ مرد کی بائیں اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی رنج و مصیبت اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے، یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ: عوام میں مشہور ہے کہ مریدنی کو پیر سے کوئی پردہ نہیں ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ: بعض عوام کا خیال ہے کہ جو زیور سونا، چاندی پہنا جاتا ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں، سو یہ جان لینا چاہیے کہ رکھا ہوا زیور اور نہ پہنا ہوا زیور برابر ہیں۔ ان پر زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ جب وفات پانے لگتے ہیں تو یہ وصیت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میرے ساتھ دفن کرنا، یہ وصیت جائز نہیں۔

مسئلہ: مشہور ہے کہ سوّر کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ بالکل غلط بات ہے۔

بچوں کا صفحہ

خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سوال: غزوہ تبوک کے موقع پر کس صحابی نے اپنے گھر کا سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا تھا۔ اس صحابی کا نام بتائیں۔

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

سوال: وہ کون سے صحابی رضی اللہ عنہ ہیں جن کو اللہ نے اپنا سلام کہلوایا؟

جواب: وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ان کے بدن پر کرتہ کی جگہ ایک پھٹا ہوا ٹاٹ کا لباس تھا۔ جس میں بٹنوں کی جگہ کانٹے لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوگیا ہے کہ مالداری کے باوجود فقیرانہ لباس میں بیٹھے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال مجھ پر اور میرے راستے پر خرچ کر کے مفلس ہوگئے ہیں، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو اس فقیری کی حالت میں مجھ سے راضی ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو عجیب کیفیت وجد طاری ہوگئی اور مستانہ حالت میں باآواز بلند بار بار یہ کہنے لگے: اَنَا عَنْ رَبِّی رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَبِّی رَاضٍ یعنی میں تو اپنے رب سے راضی ہوں۔

سوال: وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے بیت اللہ میں اسلام کی حقانیت کے لیے خطاب کیا اور اس کی وجہ سے کفار نے ان پر بہت تشدد کیا اور اس حد تک تشدد کیا کہ کئی گھنٹے بے ہوش رہے؟

جواب: وہ خطاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کب خلیفہ بنائے گے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۱۱ ہجری میں۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے پہلے خطبے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: بیعت عامہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

اللہ کی حمد وثناء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میں سیدھی راہ پر چلوں تو میری مدد کرو اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرو۔ تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اس کا حق دلوا دوں، اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں ...... جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہوگی۔"

اصلی کلمہ اسلام: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
۱۸ ویں سالانہ
رحمۃ للعالمین کانفرنس
13 دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء
جامع مسجد میاں برکت علی مدینہ بازار زیلدار روڈ اچھرہ لاہور
تلاوت
انوار الحسن شاہ بخاری
قاری زکی اللہ سیفی
خصوصی خطاب
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو
سید محمود الحسن شاہ
0300
3767437
محمد عثمان قصوری
شاہد عمران عارفی
محمد قاسم گجر
انتظامیہ جامع مسجد میاں برکت علی مدینہ بازار زیلدار روڈ اچھرہ لاہور
0300
4345154